مزاح گردی

ڈاکٹر محمد یونس بٹ

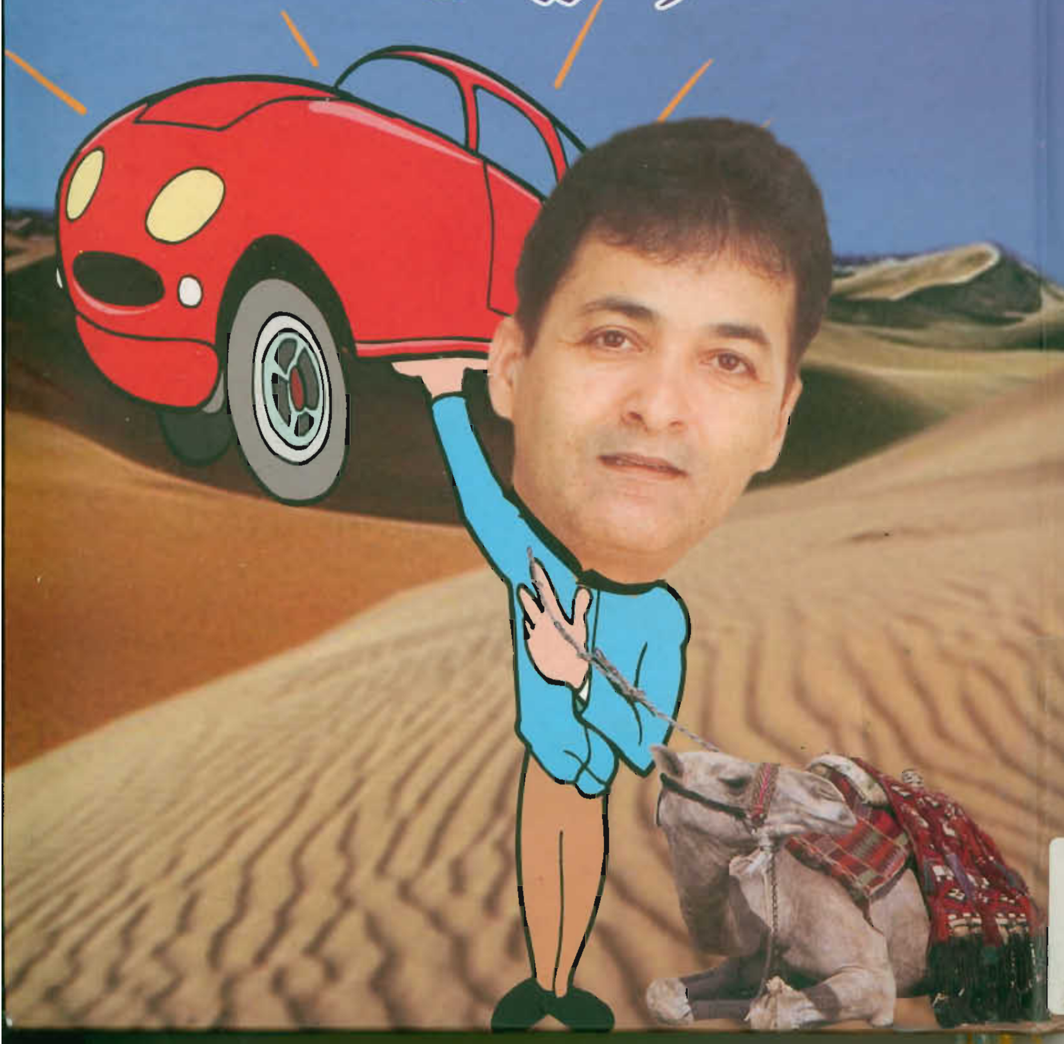

Scanned by iqbalmt

مزاح گردی

ڈاکٹر محمد یونس بٹ

اردو ڈاٹ کام

سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

Scanned by iqbalmt

A Smile A Day

Keeps The

Cemetry Away.

ون اردو ڈاٹ کام

Scanned by iqbalmt

زندگی کے سفر کے نام

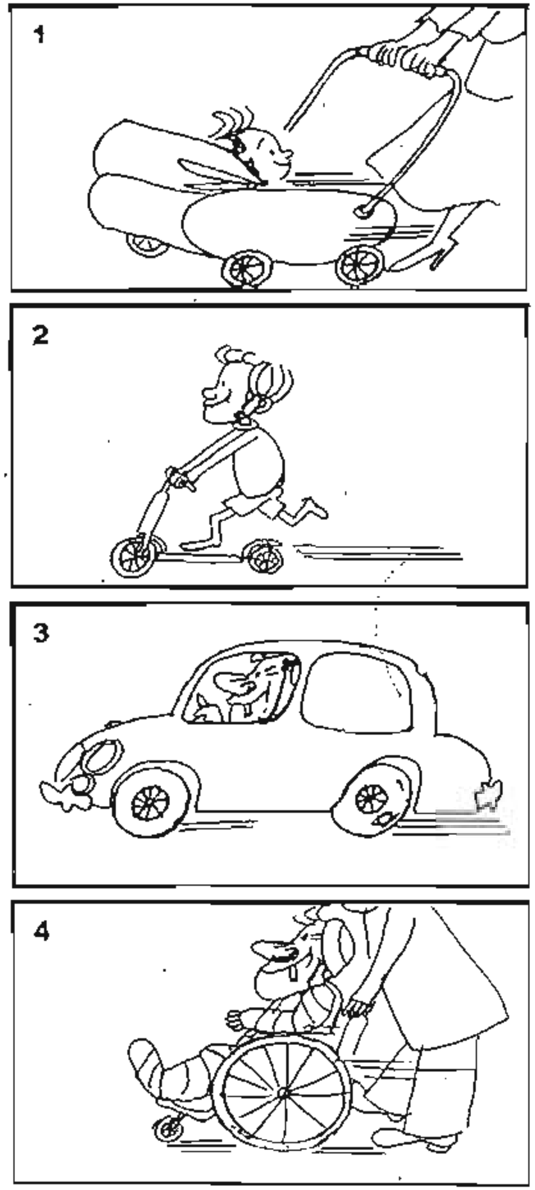

ون اردو ڈاٹ کام

فہرست

-1	ٹیک دن	7
-2	حسن کا ملکہ	23
-3	ایئر کنڈیشنڈ اونٹ	35
-4	لیلیٰ.....لیلیٰ	41
-5	نسب العین	47
-6	فش کلچر	51
-7	بیویانہ	55
-8	حقہ رانی	61
-9	مردانہ ایئر ہوسٹس	65
-10	طوائفے	71
-11	کاک ٹیل کلچر	77
-12	شاپنگ کیپٹل	81
-13	درہم برہم	87
-14	ڈوبڈو	93
-15	داماد ِ ردس	101
-16	وائن آف عربیہ	105
-17	ٹیک آف	109

Scanned by iqbalmt

ٹیک ون

ایک دست شناس نے ہمارا ہاتھ دیکھ کر کہا ''تمہارے لیے یہ سال سفر کے لیے بہترین ہے۔'' ہم نے وجہ پوچھی تو بولا ''اس لیے کہ اگلے سال تم بڑی عمر کے ہو جاؤ گے۔'' پیدائش کے ایک سال بعد سے ہی ہمیں ایسی بیماری لگی کہ ہر سال ہماری عمر بڑھ جاتی ہے۔ ہم نے اسے کہا ''ہمیں بیرون ملک جانے کی کوئی معقول وجہ نہیں مل رہی؟'' بولے ''باہر جا کے ڈھونڈ لینا مجھے تو وہیں ملی تھی۔'' سو ہم نے سوچنا شروع کر دیا کہاں جایا جائے؟ ایک دوست کو پتہ چلا تو اس نے کہا ''اگر آپ کو پتہ نہیں کہ آپ کہاں جا رہے ہیں تو پھر کہیں اور چلے جائیں یوں بھی شادی کے بعد بندے کو کہاں سے پہلے ان سوالوں کا جواب معلوم ہونا چاہیے جن میں ''کیوں'' آتا ہے جیسے آپ کیوں جا رہے ہیں؟ ساتھ ہی بتا دیا۔ یہ نہ کہہ دینا سفر نامہ لکھنے کے لیے کیونکہ اسے لکھنے کے لیے تو باہر جانا ضروری نہیں بس سفر نامہ نگار ہونا ضروری ہے۔ البتہ آپ شاعر ہوتے تو کسی ''ادبی طوائفے'' میں چلے جاتے۔ ہمارے پاس کتنے کتنے بڑے

ون اردو ڈاٹ کام

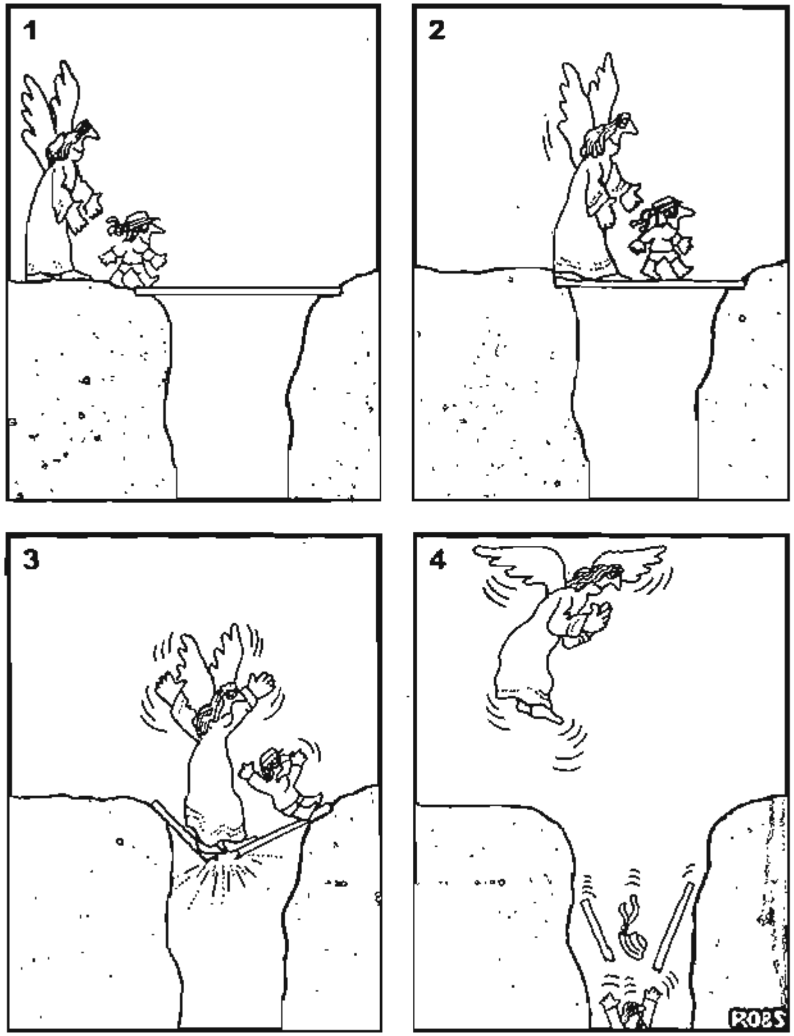

Scanned by iqbalmt

شاعر ادیب ہیں۔ہمیں بیرون ملک جا کے پتہ چلتا ہے جسے ہم پاکستان میں پان فروش سمجھتے تھے وہ وہاں شاعرِ پاکستان ہوتا ہے۔یہی نہیں اگر میں باہر نہ جاتا تو یہی سمجھتا رہتا کہ اسداللہ غالب مقامی صحافی ہے۔وہ تو بیرون ملک اسداللہ غالب کی یاد میں مشاعرے پر اسے صدارت کرتا دیکھ کر پتہ چلا وہ تو عظیم شاعر ہے۔بہرحال ہم نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ باہر جاؤ تو کسی ایسے شہر کبھی نہ جانا جس نام کی کوئی بیماری ہو اور اخلاقاً مردانہ ناموں والے شہروں سے بھی احتیاط کرنا چاہیے۔چونکہ سفر ذہن کو وسعت دیتا ہے اس لیے سفر پر جاتے وقت ساتھ اور کوئی جائے نہ جائے ذہن کو ساتھ لے جانا ضروری ہے۔

☆☆☆☆

ہمیں جنگیں ہمیشہ جغرافیہ پڑھانے کا ہی ایک طریقہ لگتی ہیں۔امریکہ حملے نہ کرتا تو امریکیوں کو کبھی پتہ نہ چلتا افغانستان اور عراق کیا ہیں اور کہاں ہیں؟ ہم پاکستانیوں نے تو جس ملک کو اچھی طرح جاننا ہو وہاں شادی کر لیتے ہیں۔ایک عمر تک ہر حسینہ اپنے ملک کا صدر مقام ہی ہوتی ہے۔انٹرنیٹ پر ہم نے کئی مغربی ممالک کے صدر مقام دیکھے۔ان کے حدود اربع کا مطالعہ کیا لیکن جب سے پتلا ہونا فیشن میں آیا ہے یہ حدود اربع اب ''محدود اربع'' ہو چکا ہے۔عرصہ تک نئی نسل سفرناموں سے دنیا

کے بارے میں جانتی رہی۔جنہیں پڑھ کر یہی پتہ چلتا ہے کہ ہمارے سفرنامہ نگار جن جن ملکوں میں جاتے ہیں ان کی آمد کی اطلاع پاتے ہی وہاں کے مرد کہیں اور چلے جاتے ہیں۔اس لیے ان ممالک کے تمام قابلِ دید مقامات میں مرد نہیں ہوتے شاید معاملہ اس ٹورسٹ گائیڈ والا ہو۔جو بتا رہا تھا ''یہاں سے انگریزوں کو اس بلوچ جوانوں نے مار بھگایا۔'' ''اس پہاڑی سے دو انگریزوں کو مقامی لوگوں نے نیچے گرایا۔'' ''یہاں سے کئی انگریزوں نے بلوچوں کے ڈر سے خود کود کر جان دی۔'' تنگ آ کر ایک انگریز ٹورسٹ نے پوچھا ''کہیں کسی مقابلے میں انگریز بھی جیتا؟'' تو وہ بولا ''بالکل نہیں اور تب تک جیتے گا بھی نہیں جب تک میں گائیڈ ہوں۔''

آج تک کسی سفرنامہ نگار کو دوسرے ملک میں کبھی کوئی بدصورت لڑکی نظر نہیں آئی سوائے ان چند کے جنہوں نے وہاں شادیاں کیں۔ان سفرناموں سے اب یہی رہنمائی ملتی ہے کہ ان سفرنامہ نگاروں کو رہنمائی کی ضرورت ہے۔پھر فلموں اور ڈراموں میں بیرونی لوکیشنز دکھانے کا رواج ہوا۔ہمارے ایک فلمساز چار دن کے لیے دنیا کی لوکیشنز دیکھنے گئے۔پورے چار دن بعد وہ یہ سب دیکھ کر دبئی کے ایک ہوٹل کے کمرے سے نکلے۔ایک دن ہم سوئے ہوئے تھے کہ زاہد ملک صاحب نے ہمیں خوابِ غفلت سے جگا دیا اور بتایا وہ ٹی وی سیریل بنا رہے ہیں۔پتہ نہ چلا اطلاع دے رہے ہیں یا دھمکی۔ملک صاحب اتنے زاہد نہیں جتنے ملک ہیں۔پہلے شادی کی فلمیں بناتے تھے۔شادی کی فلم میں ایک خاتون کا کلوز بناتے بناتے اس کے کلوز ہو گئے۔آج وہ ان کی بیوی ہے۔ایک دو ٹیلی فلمز بنائیں مگر کوئی نہ چلی۔انہوں نے

ون اردو ڈاٹ کام

Scanned by iqbalmt

جس شادی کی فلم بنائی کبھی وہ شادی نہیں چلی۔ انہیں ہمیشہ یہ پچھتاوا رہا کہ اپنی شادی کی فلم خود کیوں نہ بنائی۔ کہنے لگے ''سیریل کسی دوسرے ملک میں بنائیں گے۔'' پوچھا ''کاسٹ کیا ہے؟'' بولے ''خاندانی ملک ہوں۔'' عرض کیا ''مراد اداکاروں سے ہے؟'' بولے ''ان کی بھی کاسٹ دیکھ کر اپنی سیریل میں کاسٹ کریں گے۔'' بس تم یہ سوچو ہم کس ملک جا کر ڈرامہ سیریل بنائیں؟''

☆☆☆☆

لوگوں کے چہرے اور نام بھولنے کا ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ آپ ہر روز نئے لوگوں سے ملتے ہیں۔ ملکوں کے معاملے میں بھی ہم ایسے ہی ہیں۔ دیکھے ہوئے ملک بھی یوں دیکھتے ہیں جیسے پہلی بار دیکھ رہے ہوں۔ اگرچہ یہ اچھے سیاح سے کہیں زیادہ اچھے خاوند والی خوبی ہے۔ پھر بھی ہم نے سوچا ان ممالک میں لوکیشنز دیکھنے جائیں گے جہاں ہم پہلے نہیں گئے۔ پہلے ہمارے ذہن میں امریکہ آیا۔ ایک تو وہ ہر ملک کا پڑوسی ہے پھر وہاں ہر ملک کی ''لوکیشنز'' مل جاتی ہیں۔ اسی لیے واشنگٹن میں ایک بار صدر کارٹر کے سٹاف افسر نے ایک تقریب میں شراب پی کر ایک مصری دوشیزہ کی طرف اشارہ کر کے کہا ''اہرام مصر دیکھنے کا آج مزا آیا۔'' ہم نے وہاں کی ریاستوں کے بارے میں انفارمیشن لیں۔ پتہ چلا لاس اینجلس میں مرد کم اور گاڑیاں زیادہ ہیں۔

ٹیکساس میں اتنی گرمی ہوتی ہے کہ وہاں کی بھینسیں بھی خشک دودھ دیتی ہیں۔ ریاست انڈیانا میں سردیوں میں نہانا منع ہے۔ چاہے آپ کے پاس نہانے کی معقول وجہ ہو۔ ہم نے امریکہ کا نام لیا تو زاہد ملک صاحب نے بے شمار برائیاں گنوائیں۔ عرض کیا ''اتنی برائیوں کی موجودگی میں تو ہمیں پھر کہیں اور نہیں جانا چاہیے۔'' بولے ''لیکن لباس بہت اہم ہوتا ہے۔'' عرض کیا ''ان دنوں وہاں گرمی ہے۔ سردیوں میں وہاں جانے کا فائدہ نہیں ہوتا تمام قابل دید لوکیشنز کپڑوں اور برف سے ڈھکی ہوتی ہیں۔'' کہنے لگے ''میں اور بات کر رہا ہوں۔ لباس ہماری پہچان ہے۔'' عرض کیا ''گدھے اور زیبرے میں یہی فرق ہوتا ہے لیکن امریکہ میں دھاری دار لباس پہن کر نہیں جائیں گے اور پھر ہم کونسی خاتون ہیں جو دھاری دار لباس پہنا تو ہمیں وہ بینظیر بھٹو سمجھیں گے۔'' بولے ''وہ تو بھارتی وزیر دفاع جارج فرنینڈس کے بھی ایئرپورٹ پر کپڑے اتروا لیتے ہیں۔ میرا تو دفاع بھی اتنا مضبوط نہیں سو کسی اور ملک کا سوچو۔''

☆☆☆☆

ہمیں ان لوگوں پر بڑا غصہ آتا ہے جو لکھاریوں کو سوچنے کا کہتے ہیں۔ لکھنے کا کہنا چاہیے۔ ہم نقشہ لے کر بیٹھ گئے تاکہ سوچ سکیں کہاں جانا چاہیے۔ ایک دو ملکوں کا بتایا تو ملک صاحب کہنے لگے وہاں سے تو آنا چاہیے۔ روس کا کہا، بولے ''روسی پیتے

فن اردو ڈاٹ کام

Scanned by iqbalmt

بہت ہیں۔" عرض کیا" زیادہ نہیں پیتے صرف تب پیتے ہیں جب اکیلے ہوں یا جب کسی کے ساتھ ہوں۔" کسی نے بریڈفورڈ کا کہا' ملک صاحب بولے" وہاں تو اتنے پاکستانی رہتے ہیں کہ 1965ء کی جنگ میں برطانیہ کے وزیراعظم ہیرالڈ ولسن نے بھارتی حملے کی مذمت کی تو کسی نے کہا وجہ یہ ہے کہ بھارتیوں کا ارادہ بریڈفورڈ پر بمباری کرنے کا ہے تاکہ پاکستان اور انگلینڈ دونوں کا بیک وقت نقصان ہو۔"

ڈنمارک کا پتہ چلا وہاں اتنی سردی پڑتی ہے کہ پاکستانیوں کو شادی کرنا پڑتی ہے۔ البتہ وہاں کے باشندے عورت کے بارے میں رائے دینے اور موسم کی پیش گوئی کرنے سے ہچکچاتے ہیں کہ دونوں کے بدلنے میں دیر نہیں لگتی۔ جرمنی اسے پسند نہیں آیا کہ وہاں کوئی اردو نہیں بولتا اور فرانس میں یہ خامی نکالی گئی کہ وہاں کوئی اردو نہیں سمجھتا اس لیے ہمیں کوئی پہچان نہیں پائے گا۔ عرض کیا" پھر ڈی۔ایچ۔اے چلتے ہیں؟" بولے "یہ کونسا ملک ہے؟" عرض کیا" یہ کوئی ملک نہیں ہمارا محلہ ہے جہاں ہمارا گھر ہے۔"

☆☆☆☆

ایک دن زاہد ملک صاحب بڑے خوش خوش آئے۔ اتنے خوش کہ خوشی میں وہ ہمارے گھر آ کے بھی کچھ کھانے کو لاؤ کہنا بھول گئے۔ کہنے لگے" سیریل کا نام فائنل کر لیا ہے سب سے مشکل مرحلہ طے ہوا۔ نام ہی سب کچھ ہوتا ہے۔ اگر ذوالفقار

علی بھٹو کا نام یہ نہ ہوتا تو آج کوئی ذوالفقار علی بھٹو کو جانتا بھی ناں!" بتایا سیریل کا نام "قطرے" سوچا ہے۔ ایسا نام ہے کہ اسے سنتے ہی پتہ چل جاتا ہے اس کی شوٹنگ کہاں ہونی چاہیے۔ جی ہاں ملک قطر میں۔ انہوں نے سیریل کے لیے قطر کی افادیت یوں بتائی کہ اگر خدانخواستہ قطر کا نام کوئی اور ہوتا تو یہ سیریل بن ہی نہ سکتی۔ کہنے لگے" چونکہ یہ نام "ق" سے شروع ہوتا ہے جو میرے لیے لکی ہے۔" ہم نے پوچھا "کیسے؟" بولے" اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا کہ میری بیوی کا نام ق سے شروع نہیں ہوتا۔ پھر اصحاب "ق" کی حکومت بھی ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ قطر میں میرا دور کا رشتہ دار بھی ہے۔" ہم نے پوچھا" کتنے دور کا رشتہ دار ہے؟" انہوں نے جتنے کلومیٹر بتائے یاد نہیں۔ پھر میرا پاسپورٹ دیکھا اور بولے" تمہاری تصویر تو اصلی لگتی ہے مگر تم خود اصلی نہیں لگتے۔ بہرحال جلدی ایئرپورٹ پہنچ جانا تم میرے ساتھ بے شک قیام کر سکتے ہو میں تنہا رہنے کا عادی ہوں۔"

☆☆☆☆

ون اردو ڈاٹ کام

ہم پاکستانی ہیں جہاں جانا ہو وہاں کا علم اس لیے رکھتے ہیں کہ ہو سکتا ہے نہ جانا ہو سو بتا سکیں کہ جانا ہوا' ہے ہم نے سب کو بتا دیا کہ ہم "قطرے" کے لیے "قطر" جا رہے ہیں لیکن قطر کے بارے میں ہمارا علم اتنا ہی تھا جتنا قطر کو ہمارے بارے میں

Scanned by iqbalmt

تھا۔ اتنا پتہ تھا ایک عرب ملک ہے سو وہاں کے باشندے عربی ہوں گے لیکن وہاں کے باشندے قطری نکلے۔ جیسے یہ علم ہونا کہ ہم لاعلم ہیں' بھی ایک علم ہے ایسے ہی قطر کے بارے میں لوگوں کا نہ جاننا بھی دراصل جاننا ہی ہے کہ وہاں جاننے کو ہے کیا؟ جب تک آپ قطر نہ چلے جائیں وہ آپ کو نظر نہیں آتا۔ ایک دوست نے بتایا قطر میں عورتیں کیا مرد بھی سر ڈھانپتے ہیں۔ وہاں اگر آپ کو سڑک پر کوئی حسینہ نظر آ جائے تو آپ کو سائیکاٹرسٹ کے پاس لے جاتے ہیں۔ ہم نے پوچھا ''وہ کیوں؟'' بولے ''Hallucinations کا علاج اور کون کرے گا۔''

☆☆☆☆

ایک لبنانی اخبار نے الگورے کو الیکشنوں میں کامیاب قرار دے دیا۔ جبکہ الگورے اور بش کے درمیان دوبارہ گنتی ہو رہی تھی جس کی معذرت اس نے یوں کی ''ہم نے عربوں کی روایت کے مطابق ایسا کیا۔ کیونکہ عربوں میں ڈیموکریسی کی یہ روایت ہے کہ پہلے نتائج کا اعلان کیا جاتا ہے اس کے بعد ووٹ ڈلوائے جاتے ہیں۔'' ہم نے گائیڈنس کے لیے انٹرنیٹ پر ''اے گائیڈ ٹو عرب ڈیموکریسیز'' پر کلک کیا۔ اس گائیڈ کا صفحہ کھلا جو بالکل خالی تھا۔ ہمارے لیے یہی گائیڈ کافی تھی۔

عربی زبان کے حوالے سے ہمارا علم اتنا ہی ہے کہ کسی عربی کو بولتا سن لیں تو

مؤدب ہو جاتے ہیں کہ یہ تلاوت کر رہا ہے۔ ایک دوست نے مشورہ دیا ''چند عربی کے لفظ سیکھ جانا جو بوقت ضرورت بول دیا کرنا۔'' لیکن جانے سے پہلے ہی ہم نے جاپانی وزیراعظم کی انگریزی والی بات سن لی۔ جب کلنٹن کو جاپان جانا تھا تو جاپانی وزیراعظم کو وزارت خارجہ نے انگریزی سکھانے کی کوشش کی تاکہ وہ کلنٹن کو کچھ انگریزی میں کہہ سکیں اور ذرا کھلے ماحول میں گپ شپ ہو سکے۔ لیکن کوئی بھی انگریزی کا فقرہ جاپانی وزیراعظم پورا یاد نہ کر سکے تو بڑی مشکل پیش آئی۔ چونکہ اگلے دن کلنٹن آ رہے تھے۔ سو انہیں کہا گیا کہ وہ صرف ایک چھوٹا فقرہ یاد کر لیں وہ یہ تھا کہ جب کلنٹن سے ملیں تو اسے "How are you?" کہہ دیں۔ وہ ظاہر ہے اس کے جواب میں کہے گا ''بہت اچھا ہوں۔'' آپ سے مل کر خوشی ہوئی وغیرہ۔ تو آپ آگے سے کہہ دینا "Me too!" جب صدر کلنٹن آیا تو جاپانی وزیراعظم نے اپنے لہجے میں جو جملہ ادا کیا تو صدر کلنٹن کو لگا کہہ رہا ہے "Who are you?" پہلے کلنٹن کو ذرا حیرانی ہوئی پھر اس نے سمجھا کہ لائیٹ موڈ میں جاپانی وزیراعظم نے ایسا کیا ہے۔ تو کلنٹن نے ازراہ مذاق کہا "I am Hillary's husband" تو جاپانی وزیراعظم بولا "Me too!"۔

زبان کے بڑے مسئلے ہوتے ہیں۔ جان ایف کینیڈی جب برلن گئے تو وہاں کے لوگوں میں اعلان کیا کہ میں بھی برلنر ہوں مطلب تھا برلن کا ہوں لیکن وہاں برلنر سے مراد جیلی ڈونٹ ہے۔ بہرحال ایک عرب شناس نے ہمیں کچھ فقرے بتا دیئے کہ کسی بھی عربی کے ساتھ دوران گفتگو بولے جا سکتے ہیں وہ فقرے یہ تھے:

ون اردو ڈاٹ کام

Scanned by iqbalmt

O میں آپ کی ہر اس بات سے متفق ہوں جو آپ نے کبھی بھی کی یا سوچی!

O آپ کا شکریہ جو آپ نے اپنی کار کی کوھان پر ہمیں سفر کرنے کی اجازت دی!

O پانی میں ڈبوئے روٹی کے ٹکڑے بہت ہی مزیدار ہیں شکریہ۔ کیا میں اس کی Recipe جان سکتا ہوں؟

O کسی عرب کی جیب اور بات نہ کاٹیں ورنہ وہ کاٹنے کو دوڑے گا۔

ویسے ہمارے ہاں جس کی بات کوئی نہ کاٹے اُسے جج کہتے ہیں

☆☆☆☆

ہم نقشے اور ناک نقشے پر اتنا اعتبار نہیں کرتے پھر بھی دونوں اچھے ہوں تو اچھا لگتا ہے۔ 19 ویں صدی میں عرب کے جتنے نقشے ہیں ان میں قطر نہیں ہے۔ اب جو اس کا نقشہ ہے اسے دیکھ کر یوں لگتا ہے کسی بدو نے Persian Sea میں ڈبو کر زمین پر انگوٹھا لگایا ہے۔ دیکھنے میں قطر خشکی کا وہ قطرہ ہے جس کے چاروں طرف پانی ہے۔ کسی کو وہ 160 کلومیٹر لمبا اور 55-80 کلومیٹر چوڑا ایک ریتلا قالین لگتا ہے۔ اس کا نام قطر کیوں رکھا گیا معلوم نہیں۔ جیسے ایک امریکی مزاح نگار نے لکھا ہے ’’گولف کو گولف اس لیے کہتے ہیں کہ اس کھیل کے لیے چار حرفوں والا اور کوئی لفظ بچا ہی نہیں تھا۔‘‘ ہو سکتا ہے یہاں بھی ایسی ہی کوئی وجہ ہو۔ کسی سے پوچھا ’’قطر میں دیکھنے

کو کیا ہے؟‘‘ بولا ’’وہ جو ساتھ لے جاؤ گے۔‘‘

مغرب میں لوگوں کو ابھی قطر کا صحیح تلفظ بھی معلوم نہیں۔ بحرین کی شہزادی نے تو امریکی فوجی کے ساتھ بھاگ کر بحرین کے سپیلنگ امریکیوں کو یاد کرا دیئے۔ قطر نے ابھی 1989ء میں وزٹ ویزے دینے شروع کیے ہیں۔ عطاء الحق قاسمی کہتے ہیں ’’میں پہلا ادیب شاعر تھا جو قطر گیا‘‘۔ اب تو لوگ یہ جاننے کے لیے کہ پاکستان میں کیا کیا ادبی کام ہو رہا ہے قطر جاتے ہیں۔

☆☆☆☆

آپ جب بھی کسی ملک جاتے ہیں وہاں کے متعلق سب سے زیادہ مشورے وہ دیتے ہیں جو وہاں نہیں گئے ہوتے۔ ابن انشا تو اس ڈر سے کسی کو جانے کا نہ بتاتے کہ لوگ وہاں سے چیزیں منگوانے کی فہرستیں نہ تھما دیں۔ لوگوں کے ذوق کی کیا بات ہے!۔ ہمارے ایک دوست تھائی لینڈ گئے تو ہمسایوں نے کہا ’’وہاں کے دو کلو چاول لیتے آنا‘‘ کچھ ایسے مشورے دیتے ہیں کہ اردو کا سفر Suffer لگنے لگتا ہے۔ ایک ہم جیسا روم جانا چاہ رہا تھا۔ وہ ایک نائی کے پاس بال ترشوانے گیا۔ اس نے نائی سے اپنے روم کے ٹرپ کا ذکر کیا تو وہ بولا ’’مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ ہر کوئی روم جانا کیوں چاہتا ہے؟ وہاں اتنا رش ہوتا ہے کہ جیب کٹوائے بغیر گزرنا محال پھر وہ اٹالین سے بھرا ہوا ہے آپ کو بڑا شوق ہے وہاں جانے کا تو بتائیں جا کیسے رہے

Scanned by iqbalmt

ہیں؟'' وہ بولا ''جہاز پر۔'' کہنے لگا ''ہوائی جہاز پر؟ لگتا ہے اخبار نہیں پڑھتے اتنے جہاز کریش ہوتے ہیں کہ شاید ہی بندہ سلامت واپس آ سکے۔ پھر بھی یہ بتاؤ اگر وہاں پہنچ گئے تو ٹھہرو گے کہاں؟'' اس نے بتایا ''میریٹ ہوٹل میں۔'' کہنے لگا ''یہ بھی کوئی ہوٹل ہے۔ چھوٹے کمرے، سروس بُری اور بل زیادہ۔ بہرحال وہاں جاؤ گے تو کرو گے کیا؟'' وہ بولا ''میں ویٹی کن جا کے پوپ سے ملوں گا۔'' نائی ہنسا بولا ''لاکھوں روز اسے ملنے جاتے ہیں تمہاری کونسی سفارش ہے جو اسے مل پاؤ گے۔ بہرحال تم جا ہی رہے ہو تو میں کون ہوتا ہوں روکنے والا۔'' مہینے بعد وہ شخص پھر اس نائی کی دکان پر آیا تو اس نے پوچھا ''آپ کا روم کا ٹرپ کیسا رہا؟'' وہ شخص بولا ''بہت اچھا' ہوٹل بہت اچھا تھا لیکن اوور بکنگ تھی۔ ہوٹل میں جگہ نہ تھی بس صدر والا سویٹ خالی تھا۔ سو انہوں نے مجھے وہ دے دیا۔'' حجام پریشان ہوا بولا ''بہرحال پوپ سے ملاقات تو نہ ہوئی ہوگی۔'' وہ شخص بولا ''دراصل خوش قسمتی سے میں ویٹی کن گیا تو سوئس گارڈز نے مجھے کاندھوں پر اٹھا لیا اور کہا پوپ ذاتی طور پر کسی ملاقاتی سے کچھ کہنا چاہتے ہیں اگر میں مل لوں تو پوپ خوش ہو جائیں گے۔ پوپ مجھے اپنے ساتھ اندر لے گئے اور مجھ سے کئی باتیں کیں۔'' نائی حیرانی سے بولا ''مثلاً انہوں نے کیا کہا؟'' وہ بولا ''انہوں نے کہا پھر اس نائی سے کٹنگ مت کروانا۔''

☆☆☆☆

ون اردو ڈاٹ کام

ہم سے کوئی پوچھتا ''کہاں جا رہے ہیں؟'' تو ہم دوبئی ہی کہتے کیونکہ جسے قطر کا بتاتے پوچھنے لگتا کہاں ہے؟ وہاں آپ کیا کریں گے۔ کچھ کرنا ہی ہے تو اپنے ملک میں کیوں نہیں کرتے۔ کچھ نہیں کرنا تو اس کے لیے پاکستان سے بہتر جگہ ہے کہاں؟ روانگی سے قبل ہم نے احتیاطاً زاہد ملک صاحب سے پوچھ لیا کہ ہم لوکیشنز دیکھنے ہی جا رہے ہیں؟ وہ لوکیشنز قطر میں ہی دیکھنے پر بضد تھے چاہے۔

پی آئی اے کے جہاز میں سوار ہوئے۔ ایئر ہوسٹسوں کو دیکھ کر لگا کہ یہاں بھی ہمیں زاہد ملک صاحب کو ہی دیکھنا پڑے گا البتہ یہ یقین آ گیا کہ پی آئی اے تاریخی ایئر لائن ہے۔ ہمارے پاس دنیا کے بہترین فلائیٹ اٹینڈ ینٹ ہیں۔ لیکن اتفاق سے ان میں سے کوئی بھی اس فلائیٹ پر نہیں تھا۔ ایک زمانے میں جب افغان طیارہ اغوا ہو کر برطانیہ گیا اور مسافروں کو وہاں کی نشستیں ملی تب دور اندیش لوگ افغان ایئر لائن سے سفر کرنے لگے تھے۔ ان دنوں وہ طالبان ایئر لائن تھی۔ اس میں اتنا رش ہوتا کہ مسافروں کو کھڑے ہو کر سفر کرنا پڑتا۔ وہاں کے ایئر پورٹ کا عملہ جلدی کی صورت میں سائیکل پر نقل و حمل کرتا۔ فرصت میں نقل و حمل کرتا۔ سخت سردی میں تو دھکا لگا کر جہاز اسٹارٹ کرتے۔ اب اغواء میں کوئی چارم نہیں رہا۔ اس لیے ہم نے زاہد ملک صاحب سے اغواء کا خدشہ ظاہر کیا تو وہ بولے ''اغواء اس طیارے کو کیا جاتا ہے جس میں فنی خرابی نہ ہو۔'' اسی لمحے جہاز نے ایسا ہچکولہ کھایا کہ ڈر کر جہاز میں سوار خواتین نے آنکھوں پر بھی کپڑے لے لیے۔ کہتے ہیں ایسے ہی جہاز میں ایک بلونڈ' ایک کالی اور ایک ہسپانوی خاتون سفر کر رہی تھی۔ آدھے ہی سفر کے بعد پائلٹ نے اعلان کیا کہ میرے پاس آپ کے لیے ایک بُری خبر ہے۔ جہاز کے انجن میں خرابی کے باعث اُس کا کریش ہو سکتا ہے اس لیے ذہنی طور پر تیار رہیں۔'' بلونڈ نے فوراً

Scanned by iqbalmt

اپنا پرس کھولا اور میک اپ شروع کر دیا۔ ہسپانوی خاتون نے کہا ''تم کیا کر رہی ہو؟'' ''ہم پارٹی میں نہیں جا رہے؟'' وہ بولی ''مجھے پتہ ہے لیکن سنا ہے سب سے پہلے حسین لوگوں کو بچایا جاتا ہے۔'' ہسپانوی خاتون نے فوراً پرس نکالا اور تمام زیورات پہن لیے۔ جو اپنی بہن کے لیے تحفے کے طور پر لے جا رہی تھی۔ کالی خاتون نے پوچھا ''تم کو کیا ہو گیا تم کیا کر رہی ہو؟'' ہسپانوی خاتون بولی ''سنا ہے کریش کے بعد سب سے پہلے امیر لوگوں کو بچاتے ہیں۔'' بلیک خاتون فوراً اُچھلی اور اُس نے سارے کپڑے اتار دیئے دونوں خواتین نے پوچھا ''وہ کیا کر رہی ہے؟'' وہ بولی ''تمہیں اتنا بھی نہیں پتہ جہاز کریش ہونے کے بعد سب سے زیادہ جس چیز کی تلاش ہوتی ہے وہ بلیک باکس ہی ہوتا ہے۔''

☆☆☆☆

جہاز سے اترے تو ہمارے چہرے اتر گئے۔ اتنا چھوٹا سا ایئرپورٹ تھا کہ ملک صاحب کی تو ایک آنکھ میں پورا آ گیا۔ ملک صاحب کی باتوں سے لگا کہ ان کا خیال تھا اترتے ہی عرب دوشیزائیں بلکہ سہ شیزائیاں ان کے استقبال کو آئیں گی اور سیریل میں مین رول مانگیں گی۔ مگر کسی ایئرپورٹ پر حسیناؤں کے نہ ہونے کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ آپ کو ایئرپورٹ کو دیکھنے کا موقع مل جاتا ہے۔ قذاقستان ایئرپورٹ پر ہمارے ساتھ یہ ہو چکا ہے۔ ہم جدھر دیکھنے لگتے کوئی قذاق حسینہ ہمارا ویو بلکہ پوائنٹ آف ویو بلاک کر دیتی۔ یوں حسینائیں ختم نہ ہوئیں۔ ایئرپورٹ کیا الماتی ختم ہو گیا۔ آج بھی جب تک قذاقستان ایئرپورٹ پر حسینائیں نہ ہوں ہم ایئرپورٹ کو پہچان

نہیں سکتے۔ ہم قطر کے دوحہ ایئرپورٹ سے باہر آ رہے تھے۔ دوحہ قطر کا کیپٹل ہے اور قطر کا سارا کیپٹل یہیں ہے۔

☆☆☆☆

گھڑیاں ان مقامات پر بہت آہستہ چلتی ہیں جہاں دیکھنے کو کچھ نہ ہو۔ کافی دیر ہو گئی۔ ہمارا میزبان نہ آیا تو ہم نے زاہد ملک صاحب سے کہا ''آپ نے انہیں تاریخ، دن اور وقت کے بارے میں اطلاع دی تھی؟'' کہنے لگے ''ہاں یہی تو غلطی ہو گئی۔'' ایئرپورٹ پر ملک صاحب کو جس بندے پر پاکستانی ہونے کا شک پڑتا ملک صاحب اس کی طرف جاتے شاید اسے بھی شک ہو جاتا اس لیے وہ پہلے ہی کھسک جاتا۔ گھنٹے بعد ایک گول سے صاحب آئے۔ آتے ہی انہوں نے زاہد ملک کو یوں قابو کیا کہ ہمیں لگا ملک صاحب پر چھاپہ پڑ گیا۔ بعد میں پتہ چلا انہی صاحب کا انتظار ہو رہا تھا۔ پاکستان سے آئے انہیں دس برس ہو گئے۔ پاکستان میں وہ گدا کشتی کے چمپئن تھے۔ یہاں آ کر کاروباری مصروفیت زیادہ ہو گئی تو شادی کر لی۔ ہم نے عرض کیا ''ہم ویٹ کر رہے تھے!'' بولے ''کہاں ہے ویٹ مشین میں بھی کر لیتا ہوں۔'' وہ ہمارے آگے چل پڑے ہم اسی امید پر کھڑے رہے کہ ہمارا سامان اُٹھائیں گے۔ ویسے تو ان صاحب نے کچھ بھی نہ اٹھایا ہو تو بھی پانچ چھ من تو اٹھایا ہی ہوتا ہے۔ ملک صاحب نے ہمیں کہا ''ٹیک ون'' ہم گھبرا گئے کیونکہ ایک بار لڑکیوں کا آڈیشن کرتے ہوئے انہوں نے باآواز بلند کہا ''ٹیک ون'' ہم پاس کھڑے تھے ہم نے ملک صاحب سے کہا ہم ایسے نہیں ہیں۔ سو اس بار انہوں نے بیگوں کی طرف اشارہ کر کے کہا ''ٹیک ون'' یہ الگ بات ہے وہ بیگ ہم نے ٹیک تھری میں اٹھائے۔

Scanned by iqbalmt

حسن کا ملکہ

ون اردو ڈاٹ کام

گاڑی ایئرپورٹ سے نکلی تو ایسے لگا پورا دوحہ ابھی زیرِ تعمیر ہے۔ ان عمارتوں کو دیکھنا ایسے ہی تھا جیسے سجنے سے پہلے دُلہن کو دیکھنا، جو ہرگز مفید نہیں رہتا بالخصوص دولہا کے لیے۔ ہمیں یہ دنیا کا ڈل ترین شہر لگا۔ یہاں کوئی سیاح نظر نہیں آیا۔ اس شہر کی اس سے بڑی بُرائی اور کیا ہوگی کہ یہاں کوئی بُرائی نہیں۔ ایک مغربی مفکر نے دوحے کی واحد خوبی یہ بتائی ہے کہ یہاں آپ کو گولی نہیں لگ سکتی۔ آپ کی کوئی جیب نہیں کاٹے گا۔ ہمارے ہاں تو ٹورسٹوں کو جیب کٹنے سے بچنے کے لیے یہی ہدایت کی جاتی ہے کہ ایسے کپڑے پہنیں جن کی جیبیں نہ ہوں۔

دوحہ قطر کی واحد جگہ ہے جہاں ہوٹل اور ایئرپورٹ ہے اس لیے اگر کسی کو قطر کے کسی اور علاقے کی سیر کرنا ہو تو رہنے کے لیے اسے واپس دوحہ ہی آنا پڑتا ہے۔ قطر کے 60 فیصد لوگ دوحے میں رہتے ہیں اور باقی 40 فیصد وہاں رہنا چاہتے

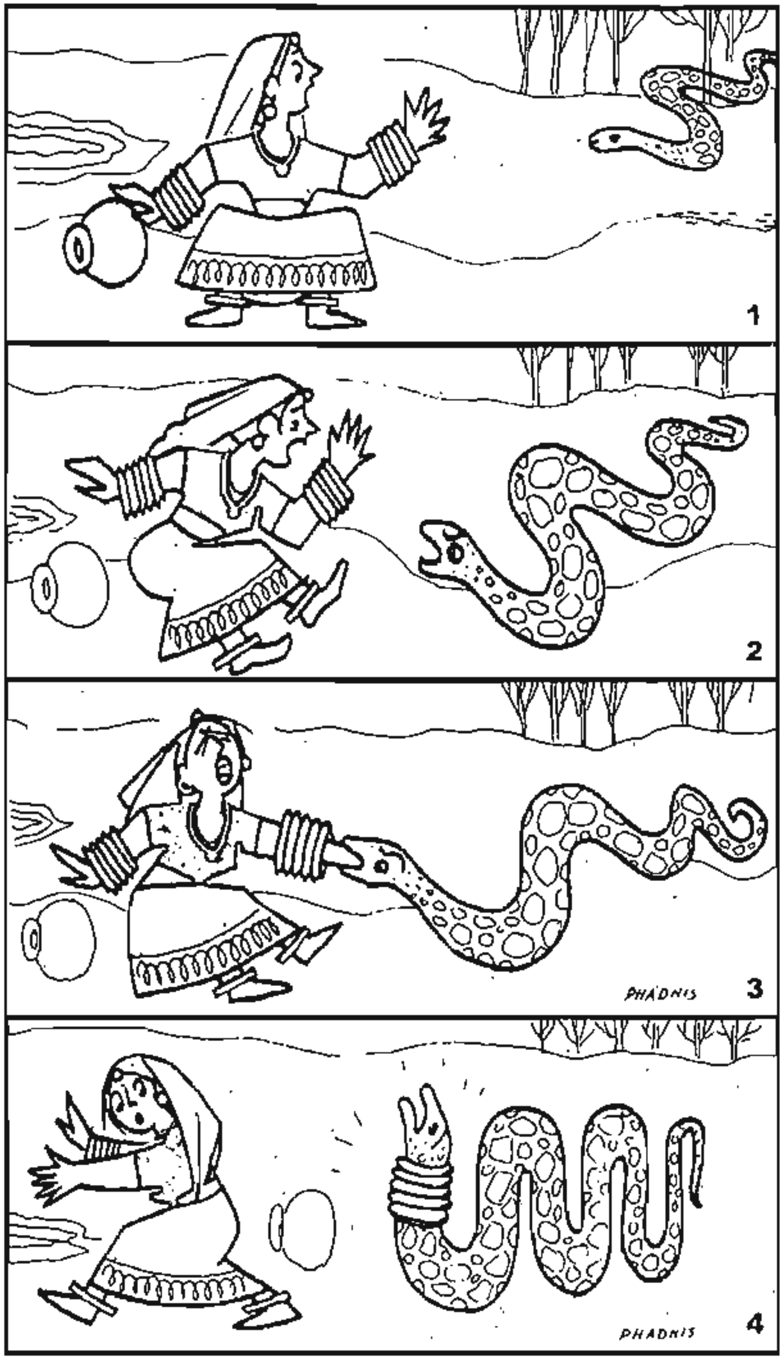

Scanned by iqbalmt

ہیں جیسے دوبئی میں آپ کو دنیا کے ہر ملک کی عورت مل جائے گی یہاں آپ کو دنیا کے ہر ملک کا مرد مل جائے گا۔ دوحے کے کچھ بازار اور مارکیٹیں ہیں جو آپ کو زیادہ سے زیادہ دو دن تک روک سکتے ہیں۔

☆☆☆☆

گاڑی کی رفتار وہی تھی جو کسی بٹ کی کھانے کی ہوتی ہے پھر بھی ایسی سڑکیں تھیں لگتا تھا ابھی سلو ہے۔ زاہد ملک صاحب نے میزبان کو بتایا ''آپ نے شاید پہچانا نہیں یہ ڈاکٹر یونس بٹ ہیں۔'' بولا ''اچھا ڈاکٹر ہیں... ڈاکٹر صاحب آپ کے پاس جانا ہی چاہ رہا تھا کھانے کے بعد پیٹ بھرا بھرا لگتا ہے کوئی دوا؟'' ملک صاحب نے کہا ''یار یہ ڈاکٹر یونس بٹ ہیں۔'' وہ یکدم خوش ہو گیا۔ ''اچھا آپ یونس بٹ صاحب ہیں۔'' گھر گیا تو بیوی بچوں کو خطاب کرتے ہوئے کہنے لگا ''بھلا بوجھو تو یہ کون ہیں؟'' ہم خوش ہوئے کہ اس کا مطلب اہل خانہ نے ہماری کتابیں پڑھی ہوئی ہیں۔ سب حیرانی سے ہمیں دیکھ رہے تھے تو صاحب خانہ بولے ''یہ بٹ ہیں۔ ویسے دیکھنے میں لگتے نہیں۔''

وہ ملک صاحب کے ساتھ بھی اتنی عزت سے پیش آ رہے تھے کہ خود ملک صاحب کو بھی شک ہونے لگا کہ یہ ہمیں کوئی اور سمجھ رہے ہیں۔ خاطر تواضع کے

ون اردو ڈاٹ کام

بعد ملک صاحب کا منہ خالی ہوا تو کہنے لگے ''ہمیں یہاں کی لوکیشنز دیکھنے میں مدد چاہیے۔'' وہ صاحب بولے ''یہاں تو کوئی قریب آنکھوں کا ڈاکٹر نہیں جو دیکھنے میں مدد کر سکے۔ ویسے دیکھنے میں مسئلہ کیا ہے؟'' ملک صاحب نے کہا ''ٹی وی کے لیے سیریل بنانا چاہ رہا ہوں جو یہاں فلمانا چاہتا ہوں۔'' بولے ''فلمائی تو فلم جاتی ہے آپ تو ٹی وی کے لیے کچھ بنانا چاہتے ہیں۔'' ہم نے عرض کیا ''آپ کہہ لیں ہم ٹی وی یا نہ چاہتے ہیں۔'' ملک صاحب کا کمال ہے وہ غلط کام کے لیے کبھی غلط جگہ پر نہیں گئے البتہ صحیح کام کے لیے ہمیشہ غلط جگہ کا انتخاب کرتے ہیں۔ ہم نے ملک صاحب سے کہا ہم گھر میں نہیں ٹھہریں گے لیکن میزبان بضد تھے کہ ہم ان کے ہاں ہی ٹھہریں۔ انہوں نے ہوٹلوں کی ہر وہ خامی جو نہیں بتانا چاہیے تھی بتا دی۔ انہی خامیوں کی وجہ سے وہ ہوٹل ہمیں اچھے لگنے لگے۔ کسی ہوٹل میں کوئی خوبی نہ بھی ہو پھر بھی یہ کیا کم ہے کہ وہ گھر نہیں ہوتا۔ میزبان بمشکل ہمیں ہوٹل چھوڑنے پر راضی ہوئے کیونکہ بقول ان کے میں نے محلے میں تو ابھی آپ کو کسی کو دکھایا بھی نہیں۔ بہرحال وہ ہمیں Hotel Ramada میں چھوڑ گئے۔ یہی نام تھا ہوٹل کا۔ ہم نے پاکستان آ کے زاہد ملک صاحب کے گھر تولیوں سے کنفرم کیا تھا۔

☆☆☆☆

ہوٹل کے کمرے تین سو کے قریب ہی نہیں ایک دوسرے کے بھی قریب

Scanned by iqbalmt

تھے۔ ہمارا کمرہ اتنا چھوٹا تھا کہ اس میں بآسانی ایک آدمی رہ سکتا تھا۔ ورنہ ہمارے ہوٹلوں میں ایسے کمرے ہوتے ہیں کہ جب تک دو بندے نہ ہوں آپ بآسانی وہاں رہ نہیں سکتے۔ ہوٹل کی کھڑکی سے پرانا دوحہ نظر آتا جو جمیل الدین عالی کا دوہا لگتا۔ جبکہ نیا دوحہ تو احمد فراز کی غزل ہے۔

انگریز غسل خانے کو واش روم کہتے ہیں۔ امریکی ریسٹ روم جبکہ عرب غسل خانے کو کچھ نہیں کہتے بس استعمال کرتے ہیں۔ غسل خانے اتنے چھوٹے تھے کہ شکر ہے وہاں ابن انشاء نہیں ٹھہرے ورنہ ان کے سفرنامے سائز میں چھوٹے ہو جاتے۔ وہ آدھا سفرنامہ تو پورے باتھ روم پر لکھ دیتے ہیں۔ ویسے ہمارے ہاں پبلک باتھ روموں کی دیواریں دیکھ کر پتہ چلتا ہے ہماری قوم کو لکھنے کا کتنا شوق ہے۔ کسی نے ایک سیانے سے پوچھا ''جب آپ باتھ روم میں جاتے ہیں تو امریکن ہوتے ہیں۔ جب باتھ روم سے نکلتے ہیں تو بھی امریکن ہوتے ہیں۔ اس وقت کیا ہوتے ہیں جب آپ باتھ روم میں ہوتے ہیں؟'' جواب ملا ''یورپین۔''

☆☆☆☆

زاہد ملک صاحب نہا کر نکلے تو لگا باتھ روم کو نہلا کر نکلے ہیں۔ سوٹ پہن کر انہوں نے بیگ سے ٹائیاں نکالیں تو ہمیں لگا وہ یہاں ٹائیاں بیچنے آئے ہیں مگر انہوں

نے بتایا سب ٹائیاں اس لیے لے آیا تاکہ موقع کی مناسبت سے جو میچ ہو وہ پہنی جا سکے۔ کہنے لگے جیسا شادی کے وقت تھا ویسا ہی اب ہوں ذرا موٹا نہیں ہوا۔ ثبوت کے طور پر انہوں نے وہ ٹائی پیش کی جو شادی پر پہنی تھی اور کہا یہ اب بھی مجھے فٹ ہے۔ پھر ٹائی باندھنے کا مرحلہ آیا۔ ہماری طرح انہیں بھی ناٹ باندھنا نہیں آتی تھی۔ ناٹ کے لیے ٹائی لے کر ہوٹل کی راہداری میں کھڑے ہو گئے۔ جو خاتون گزرتی اسے ایکسکیوزمی کہہ کر روکتے۔ جب وہ مڑ کر پوچھتی ''اینی پرابلم؟'' وہ ''ناٹ'' کہتے تو وہ منہ بنا کر چلی جاتی۔ جس سے ملک صاحب نے یہ نتیجہ نکالا کہ کسی خاتون کو یہاں ٹائی کی ناٹ باندھنا نہیں آتی۔ ایک جمعدار جو کافی دیر سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ پاس آیا ''سر آپ ٹائی بندھوانا چاہتے ہیں؟'' ملک صاحب حیران ہوئے کہ تمہیں اردو بھی آتی ہے۔'' بولا ''پاکستانی ہوں۔'' ملک صاحب بولے ''تم تو جمعدار ہو؟'' بولا ''پاکستان میں آپ کی طرح تھا۔'' ملک صاحب نے کہا ''جی!'' مگر اس بار جی انہوں نے جی سے نہ کہا۔

☆☆☆☆

جس روز ہم قطر پہنچے ویک اینڈ تھا۔ اتنا ویک کہ ہمیں ویک نیس ہونے لگی۔ ملک صاحب شادی والا سوٹ پہن کر سارا ہوٹل گھوم آئے۔ ہوٹل سے باہر اس

ون اردو ڈاٹ کام

Scanned by iqbalmt

لیے نہ گئے کہ اس گرمی میں سوٹ پہن کر بندہ باہر تو جا سکتا ہے مگر واپس نہیں آ سکتا۔ سٹریچر کی سہولت ہو تو اور بات ہے۔ لیکن ملک صاحب ناامید نہ ہوئے۔ کہنے لگے ''جب تک کوئی اچھا چہرہ نہ دیکھ لوں شیشہ نہ دیکھوں گا۔'' ہمیں لابی میں چھوڑ کر پھر ہوٹل یاترہ پر نکل گئے۔ تھوڑی دیر بعد بھاگتے ہوئے آئے ''جلدی چلو ہمارے کمرے میں کیا خوبصورت قطری حسینہ ہے!'' ہم نے بے یقینی سے انہیں دیکھا تو ہمیں گھسیٹتے ہوئے بولے ''جلدی کرو۔'' راستے میں ہم نے پوچھا ''قطری حسینہ ہوتی کیسی ہے؟'' بولے ''جیسی تمہیں ایئرپورٹ پر دکھائی تھی۔'' ہم سمجھتے رہے وہ ہمیں سیاہ ریشمی کپڑے کا ڈھیر دکھا رہے ہیں جس میں سے دو آنکھیں گھور رہی تھیں۔ ہم نے کہا ''اندر حسینہ تو نظر نہیں آ رہی تھی؟'' بولے ''آپ صرف آنکھیں ہی کیوں استعمال کرتے ہیں دماغ بھی کیا کریں۔'' پھولے سانسوں کے ساتھ ہم اپنے کمرے تک پہنچے۔ ملک صاحب نے تالہ کھولا تو اندر واقعی قطری حسینہ تھی جو وہاں کے مقامی ٹی وی پر خبریں پڑھ رہی تھی۔

☆☆☆☆

زاہد ملک صاحب کیا چاہتے ہیں اس کا پتہ ان کی باتوں سے کم اور حرکتوں سے زیادہ چلتا ہے۔ ہمیں اندازہ ہوگیا کہ وہ لوکیشن کے ساتھ ہی ہیروئین بھی قطر

ون اردو ڈاٹ کام

سے چاہتے ہیں۔ انہیں سیریل کی اتنی فکر تھی۔ مجھے وہ اس شخص کی طرح لگے جو دوبئی بار میں بیٹھا تھا۔ سامنے ایک بہت ہی حسین روسی لڑکی بیٹھی تھی۔ وہ اپنی آنکھیں اوپر نہیں اٹھا رہا تھا۔ حالانکہ اس حسینہ کو دیکھ کر یہی لگ رہا تھا کہ دنیا کا سب سے مشکل کام اُس حسینہ سے آنکھیں اٹھانا ہے۔ اس شخص نے لمحہ بھر کے لیے آنکھیں اٹھائیں تو وہ لڑکی سیدھی اس کے پاس گئی اور بولی ''میں تمہارے لیے کچھ بھی کر سکتی ہوں صرف سو ڈالر لوں گی۔'' مرد نے تھوک نگلتے ہوئے کہا ''کچھ بھی!'' بولی ''ہاں۔'' تو اس نے سو ڈالر کا نوٹ نکال کر اُسے دیا اور اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا ''میرا گھر پینٹ کر دو۔'' ملک صاحب سے بھی جو لڑکی بات کر لیتی یہ اسے ہیروئین کی آفر کر دیتے اور لڑکی فوراً ڈر کر بھاگ جاتی۔ آخر انہوں نے پاکستانی جمعدار سے مدد لینے کا فیصلہ کیا۔ جونہی انہوں نے جمعدار کو یہ کہا ''ہمیں ہیروئین کی تلاش ہے۔'' تو جمعدار گھبرا کر بولا ''مجھے تو کہہ دیا کسی اور کے سامنے نام نہ لینا۔ یہاں جس کے پاس سے ہیروئین نکلے اسے لٹکا دیتے ہیں۔'' اس کے بعد پورے سفر میں ملک صاحب نے ہیروئین کا نام نہ لیا۔ میرا، ریما اور انجمن کا ذکر آتا تو بھی ہیروئین کی بجائے مس ہی کہتے۔

☆☆☆☆

خوبصورتی کے بارے میں ہماری رائے ایسی ہے کہ مقابلہ حسن میں ہم جسے

Scanned by iqbalmt

ناپسند کرتے ہیں وہی مقابلہ جیت جاتی ہے۔ شاید اسی لیے ہر لڑکی کے بارے میں ملک صاحب ہم سے رائے ضرور لیتے۔ جو بھی ہمیں بُری لگتی کہتے بس یہ ٹھیک ہے کیونکہ بُری لڑکیاں اداکاری میں اچھی ہوتی ہیں۔ مغرب میں تو آج کل ایسا پتلا حسن فیشن میں ہے کہ جتنے پونڈ کی یہ حسینائیں ہیں اتنے پونڈ کا ہماری ہیروئنیں ناشتے میں کیک کھا جاتی ہیں۔ ویسے بھی ملکہ حسن وہ ہے جسے حسن کا ملکہ حاصل ہو جب سے ملک صاحب نے اپنے ڈرامے کی ہیروئین کی تلاش شروع کی تھی تب سے وہ مقابلہ حسن میں پوچھے گئے سوال یاد رکھنے لگے تھے۔ انہوں نے ہمیں بتایا کہ ملکہ حسن کے مقابلے میں ایک بار مس رومانیہ سے پوچھا گیا ''آپ کو اس مقام پر پہنچنے کے لیے کتنی دیر لگی؟'' تو وہ بولی ''دو گھنٹے۔'' یہ بھی بتایا کہ ملکہ حسن ہر بات کا جواب مسکرا کر دیتی ہے جیسے مسز ہملٹن نے مس فلپائن سے پوچھا ''آپ نے کبھی آتش فشاں پھٹتے دیکھا ہے؟'' ''ہاں اس میں بجلی چمکتی ہے' دھماکہ ہوتا ہے' زلزلہ آتا ہے اور یکدم چاروں طرف تباہی مچ جاتی ہے جو بڑی خوفناک ہوتی ہے۔'' اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اگلا سوال تھا ''اس سال کا خاص واقعہ؟'' بولی میرا والد فوت ہوا... یہ بھی اس نے مسکرا کر کہا۔ مس ہنگری سے پوچھا گیا ''اگر آپ کو اپنا سفری بیگ پھر پیک کرنا پڑے تو اس میں کیا تبدیلی کریں گی؟'' بولی ''صرف نائٹ سوٹ رکھوں گی۔''

ویسے خوبصورت نائٹ سوٹ وہ ہوتا ہے جس نائٹ سوٹ میں کوئی خوبصورت ہو۔ حالانکہ نائٹ بذات خود خوبصورتی کا منبع ہے۔ کہتے ہیں رات کو چاند نکلے تو کچھ عورتیں حسین لگنے لگتی ہیں' نہ نکلے تو تمام عورتیں حسین لگنے لگتی ہیں۔ ملک

صاحب نے ہیروئین کے لیے سوالنامہ بھی مرتب کیا تھا۔ مگر وہ کبھی استعمال نہ ہوا کیونکہ وہ جس لڑکی سے کہتے ''اگر کوئی آپ کو سیریل میں مرکزی کردار آفر کرے تو آپ کیا کہنا چاہیں گے؟'' سب کہتیں ''خدا حافظ۔''

☆☆☆☆

ون اردو ڈاٹ کام

قطر میں سات سال کی لڑکی پردہ کرنے لگتی ہے۔ جواں ہوتے ہی اس کا پورا جسم سیاہ رنگ کے کپڑے سے ڈھکنے کا رواج ہے۔ وہاں مرد تک سر ڈھانپتے ہیں ان کے نام کے ساتھ بن آتا ہے۔ لڑکیوں کے نام کے ساتھ بنت ضروری ہوتا ہے۔ کسی کو اس کے باپ کے نام سے بلانے کا اتنا رواج ہے کہ شوقین تو اونٹوں کو بھی بن فلاں بنت فلاں کے نام سے بلاتے ہیں۔ وہاں ایک بندے کی بے عزتی کرنا پورے قبیلے کی بے عزتی کرنا ہے اس لیے کوئی کسی بندے کی بے عزتی نہیں کرتا کرنا ہو تو قبیلے ہی کی کرتا ہے۔ لڑکیاں 14 سے 15 سال کی عمر میں شادی کے قابل ہو جاتی ہیں۔ شادی لڑکا لڑکی کے سمجھدار ہونے سے پہلے کر دی جاتی ہے۔ اس سے اندازہ لگالیں وہ کتنے سمجھدار ہیں۔ شادی کی تقریبات کئی کئی دن چلتی ہیں۔ مردوں کی الگ تقریبات ہوتی ہیں' عورتوں کی الگ۔ شکر ہے مردوں اور عورتوں کی شادیاں الگ الگ نہیں ہوتیں۔ سارا دن قطری ٹی وی دیکھ دیکھ کر تھک گئے۔ شام کو کمرے میں کھانا منگوایا کھانا دیکھتے

Scanned by iqbalmt

ہی ملک صاحب نے اعلان کیا کہ کھانا بہت لذیذ ہے مگر جونہی کھانے کا بل سائن کیا تو ان کی رائے بدل گئی۔ ملک صاحب تو ٹپ دینے سے پہلے بھی بارگین کرتے ہیں اور بیرے سے چند روپے چھڑوا کر سمجھتے ہیں بچت کی ہے۔ بہر حال اس رات انہوں نے ہوٹل کے کُک کو یہ ٹپ دی اگر تم ایک کام کرو تو تمہارا پکا کھانا اور بھی لذیذ ہوسکتا ہے اور وہ کام یہ ہے کہ بل ہمیشہ کھانے کے بعد سائن کرواؤ۔

ہم ابھی یہ حتمی رائے بنا ہی رہے تھے کہ یہ ملک ہر کام کے لیے ٹھیک ہوگا مگر سفر نامہ لکھنے کے لیے نہیں۔ ہر طرف مرد ہی مرد نظر آتے ہیں وہ بھی ایسے کہ ہم نہ دیکھتے تو بھی نظر آتے۔ اتنے میں ملک صاحب نے کولمبس بنتے ہوئے ہوٹل میں ڈسکو دریافت کرنے کا مژدہ سنایا اور ہمیں کھینچتے ہوئے ہوٹل کے ایک اندھیرے کونے کی طرف لے گئے۔ وہاں ایک لمبا عربی جوان کھڑا تھا۔ اس کا رنگ ایسا تھا کہ ملک صاحب کئی بار منہ کالا کرلیں پھر بھی ایسا نہ ہو۔ اس نے غصے سے ہمیں دیکھا۔ زاہد ملک نے ڈالر پر کچھ لکھ کر اسے سمجھایا جو اس نے شاید کسی سے پڑھوانے کے لیے رکھ لیا اور ہم ڈسکو ہال میں داخل ہوگئے۔ یقین نہیں آرہا تھا۔ یہ وہی ملک ہے۔ اندر عربی میوزک پر نوجوان لڑکے لڑکیاں ناچ رہے تھے۔ ہم یہاں بھی قطری لڑکیاں ڈھونڈتے رہے لیکن وہ جب تک برقعوں میں نہ ہوں پہچانی نہیں جاتیں۔ ان لڑکیوں میں زیادہ تھائی اور انڈونیشین تھیں۔ ہم حیران ہوئے کہ ایک لڑکی آ کے زاہد ملک کے ساتھ ڈانس کرنے لگی۔ ہم لڑکیوں سے ڈرتے ڈرتے ایک لڑکے کے ساتھ ڈانس کرنے لگے۔ گھنٹہ بعد ہم مزید حیران ہوئے کہ ملک صاحب جسے لڑکی سمجھ کر گھنٹہ

ڈانس کرتے رہے وہ لڑکا تھا اور جسے لڑکا سمجھ کر ہم ڈانس کررہے تھے وہ تھائی لڑکی تھی۔

ون اردو ڈاٹ کام

Scanned by iqbalmt

ایئر کنڈیشنڈ اونٹ

اگلی صبح ہمارے میزبان نوید صاحب نے یہ نوید سنائی کہ وہ ہمیں لوکیشنز دکھانے لے جارہے ہیں۔ ''مسعید کے بیچ پر چلیں گے یا الشاطی بیچ پر؟'' ملک صاحب بیچ کا سنتے ہی خوش ہو گئے۔ انہیں میامی بیچ یاد آ گیا۔ لیکن ہمیں یقین تھا کہ اس بیچ پر بھی برقعے سمیت ہی لوگ نہاتے ہوں گے۔ نوید سے پوچھا ''مگر وہاں جائیں گے کیسے؟'' بولے ''ایئر کنڈیشنڈ اونٹ لایا ہوں۔'' اگرچہ نوید صاحب خود کو بٹ کہلواتے نہیں تھے لیکن تھے بٹ۔ اور بندہ ایک بار بٹ ہو جائے پھر وہ کبھی بھی کچھ بھی کر سکتا ہے۔ ہمیں ڈر لگا کہ سچی مچی اونٹ ہی نہ لے آیا ہو۔ باہر نکلے تو فور ویل جیپ تھی۔ پتہ چلا اونٹ ان صحراؤں میں نظر نہیں آتے کیونکہ اب اونٹ سے کھیتی باڑی کرنیوالا کوئی رہا نہیں اس لیے اونٹ کو دیکھ کر یہی لگتا ہے وہ بھی یہاں وزیٹر ہے۔ اونٹ اب صحرا کی بجائے کلچر کا حصہ بن گیا ہے۔ شیخ اپنی اونٹوں کے ساتھ تصویریں دکھاتے ہیں۔ ہم نے ایک شیخ کی تین اونٹوں کے ساتھ تصویر دیکھی، جس کے نیچے لکھا تھا بائیں سے

ون اردو ڈاٹ کام

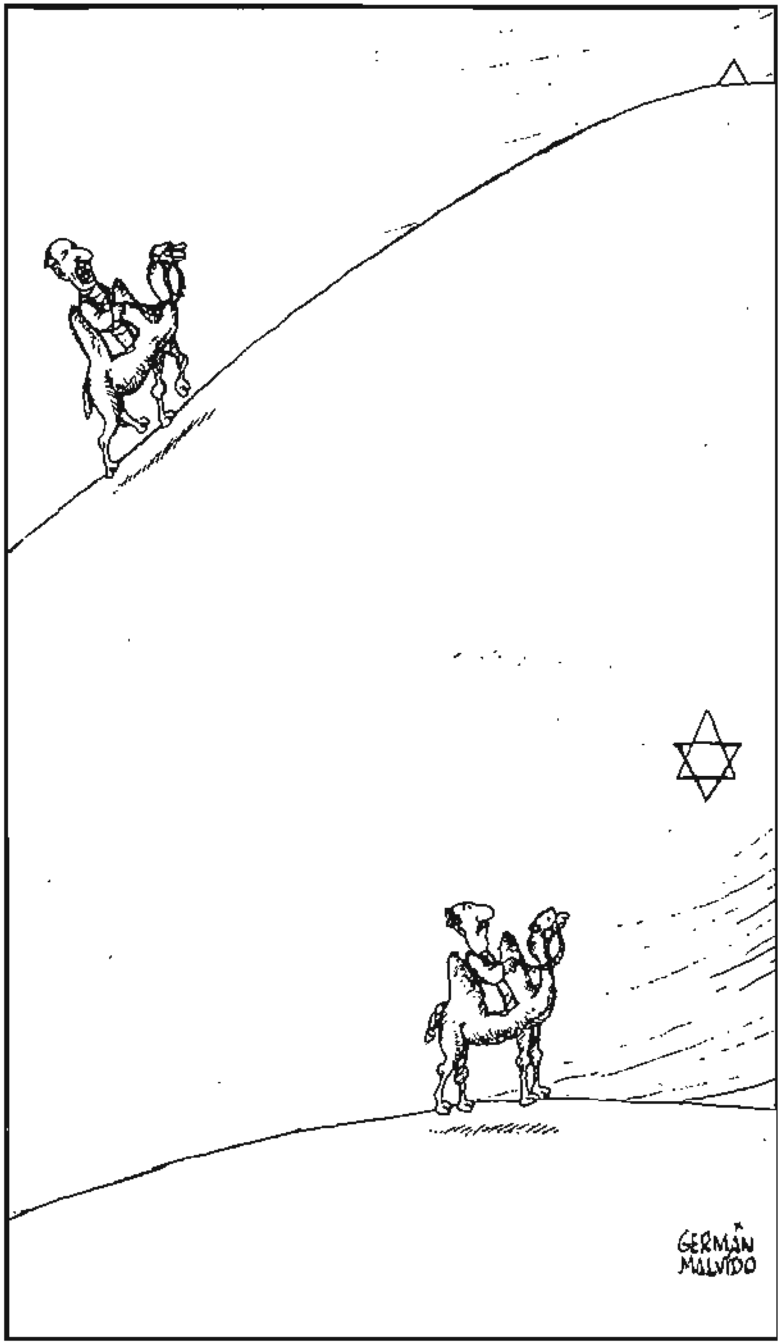

Scanned by iqbalmt

چوتھے شیخ صابر الصبر۔ البتہ اونٹ کے اب بھی عربی میں کئی نام ہیں۔ ہم نے نوید سے پوچھا ''اس اونٹ کو کیا کہہ کے بلائیں گے جس کی ایک ٹانگ نہ ہو؟'' بولے ''کچھ فرق نہیں پڑتا آپ اسے جو مرضی کہہ لیں۔ وہ آ نہیں سکتا۔''

☆☆☆☆

جیپ میں زادِ سفر کے لیے صرف پانی ہی تھا۔ پتہ چلا یہاں پانی کی ایک بوتل جتنے پیسوں میں ملتی ہے اتنے میں دو بوتل پٹرول مل جاتا ہے۔ جیپ تیزی سے دوحہ کے اندر سے یوں گزر رہی تھی جیسے کپڑے سے سوئی گزر رہی ہو۔ جلد ہی جیپ کے چاروں طرف صحرا تھا۔ قطر بڑا فلیٹ سا ملک ہے۔ دور دور تک کوئی شے زندہ نظر نہیں آ رہی تھی۔ اگر کوئی تھی تو وہ ہم ہی تھے۔ کچھ پرندے اور زمینی جانور ملے مگر وہ سب غیر ملکی تھے۔ ہم نے پوچھا یہاں آنے کے لیے کونسا موسم اچھا ہے پتہ چلا دسمبر سے فروری تک۔ اگر نہ آنا چاہو تو ہر موسم ہی اچھا ہے۔ پوچھا ''گرمی کس موسم میں پڑتی ہے؟'' بولے ''گرمیوں میں۔'' انڈہ توڑ کر گاڑی کے بونٹ پر رکھ دیں تو آملیٹ بن جاتا ہے۔'' پوچھا ''جن کے پاس گاڑیاں نہیں وہ آملیٹ کیسے بناتے ہیں؟'' ہوا میں نمی کبھی کبھی 90 فیصد ہو جاتی ہے یعنی جتنا پسینہ آپ کو آیا ہوتا ہے اتنا ہی آپ کے تولیے کو آیا ہوتا ہے۔ یوں پتہ نہیں چلتا آپ تولیے کا پسینہ پونچھ رہے ہیں یا

تولیہ آپ کا۔

☆☆☆☆

صحرا کی تپتی ریت کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے جوتی انسان کی کتنی بڑی ایجاد ہے۔ ہمارے ایک دوست نے سردیاں ماسکو میں گزارنے کے بعد کہا ''جب یہاں گرم پانی کا سسٹم کمرے گرم کرنے کے لیے نہیں تھا تو یہ لوگ کیا کرتے تھے؟'' یہ سن کر ایک روسی بولا ''ہمارے ہاں شادی کرنے کا شروع سے رواج ہے۔''

عربوں نے گرم ریت سے بچنے کے لیے ہر چیز ایئر کنڈیشن بنالی ہے۔ وہ اونٹ اب استعمال نہیں کرتے ورنہ اونٹ بھی ایئر کنڈیشن ہوتے۔ اونٹ صحرا کا وہ جہاز ہے جس میں ایئر ہوسٹس نہیں ہوتی۔ ہم کبھی اونٹ پر نہیں بیٹھے لیکن اندازہ ہے کہ یہ سفر کیسا ہوتا ہوگا کیونکہ ہم نے کراچی سے لاہور فوکر میں سفر کیا ہے۔ پہلے بدّو یہاں تپتی ریت پر چلا کرتے تھے۔ اب تپتی سڑک پر چلتے ہیں پتہ نہیں کیسے چلتے ہوں گے۔ روس کی ایک ریاست کے شخص نے سنا تھا کہ اس کا باپ دادا اور پردادا اپنی 21 ویں سالگرہ پر پانی پر چلتے تھے۔ جب اس کی 21 ویں سالگرہ آئی تو اس نے اپنے دوست کو ساتھ لیا۔ ندی پر گیا کشتی کرائے پر لی اور ندی کے درمیان جا کر کشتی سے نکل کر ندی پر چلنے کی کوشش کرنے لگا۔ قدم اٹھاتے ہی وہ پانی میں گر پڑا۔ دوست نے بمشکل اُسے ڈوبنے سے بچایا۔ وہ بڑے غصے میں گھر آیا اور آ کر اپنی

ون اردو ڈاٹ کام

Scanned by iqbalmt

دادی سے لڑنے لگا کہ خدا نے اُسے وہ صلاحیت کیوں نہیں دی جو اُس کے باپ دادا کو حاصل تھی کہ وہ 21ویں سالگرہ پر پانی پر چل سکتے تھے۔ اس کی دادی نے کہا ''اس کی وجہ یہ تھی کہ تمہارے باپ دادا پردادا جنوری میں پیدا ہوئے تھے جب کہ تم جولائی میں پیدا ہوئے ہو''۔

☆☆☆☆

قطر کی تاریخ دو حصوں میں تقسیم کی جا سکتی ہے۔ قبل از تیل اور بعد از تیل۔ قبل از تیل کے زمانے کے کچھ گھر نظر آتے ہیں جن میں اب بھی ہوا محل بنے ہوئے ہیں۔ جو اس زمانے میں ایئر کنڈیشن کا کام دیتے۔ ہمارے پنجاب کا لباس لاچا بھی تو ایئر کنڈیشن ہے۔ قطر میں ایئر اتنی تیز ہوتی ہے کہ لاچا کسی کنڈیشن میں بھی استعمال نہیں ہو سکتا اس لیے ان کا لباس ایسا ہے وہ اور کسی کا مقابلہ کرے نہ کرے ہوا کا کر سکتا ہے۔

دوحہ میں سب کچھ امپورٹیڈ ہے۔ گاڑیاں، بیویاں، یہاں تک کے پودے اور گھاس بھی۔ وہاں آپ کو سڑکوں کے دونوں طرف خوبصورت گھاس اور پھول نظر آئیں گے۔ ایک ایک پھول ہزاروں روپے کا ہے۔ سنا ہے پھول ہی نہیں ان پر پھڑ پھڑانے والی تتلیاں بھی باہر سے منگوائی گئی ہیں۔ باتیں کرتے کرتے یکدم نوید نے بتایا بہار میں ریت پر بھی بہار آتی ہے۔ ریت کے طوفان آتے ہیں۔ یہاں کی

ریت بڑی ریتلی ہے۔ قطری اپنے وطن کی مٹی سے اتنا پیار نہیں کرتے جتنا وطن کی ریت سے کرتے ہیں۔

ون اردو ڈاٹ کام

Scanned by iqbalmt

لیلیٰ......لیلیٰ

صحرا سے ہمیں پتہ نہیں کیوں لیلیٰ لیلیٰ کی آوازیں آتی ہیں۔ ملک صاحب نے اس کی وجہ یہ بتائی چونکہ صحرا میں زیادہ مرد ہی ہوتے ہیں اس لیے وہ کسی خاتون کو ہی پکاریں گے ناں! ہم باتوں میں مگن تھے کہ نوید صاحب نے گاڑی ریت کے سمندر میں اتار دی۔ جیپ ریت پر تیرتی جا رہی تھی۔ ہم نے پوچھا ''ہم کہاں جا رہے ہیں؟'' وہ بولے ''کہیں بھی نہیں سیر کرنے، ویسے جن کو پتہ نہ ہو وہ کہاں جا رہے ہیں وہ کبھی گم نہیں ہوتے۔'' پھر موصوف نے جیپ روکی اور ٹائروں سے ہوا نکالنے لگے کہ ٹائروں میں ہوا جتنی کم ہو جیپ ریت پر اتنی تیز چلتی ہے۔ پھر وہ جیپ میں سوار ہو کر ایکسلریٹر پر بیٹھ گئے۔ ہم نے انہیں بتایا کہ ایک قبرستان کے باہر بورڈ لگا ابھی ہم پڑھ کر آئے ہیں جو یہ تھا ''آہستہ چلیں۔ ہم انتظار کر سکتے ہیں۔'' لیکن نوید صاحب نے ہماری بات ختم ہونے کا انتظار کیے بغیر جیپ ایک بلند ریت کے ٹیلے پر چڑھا کر وہاں سے نیچے گرا دی۔ ہماری چیخیں نکل گئیں مگر نوید صاحب اپنی حرکت پر یوں خوش تھے

ون اردو ڈاٹ کام

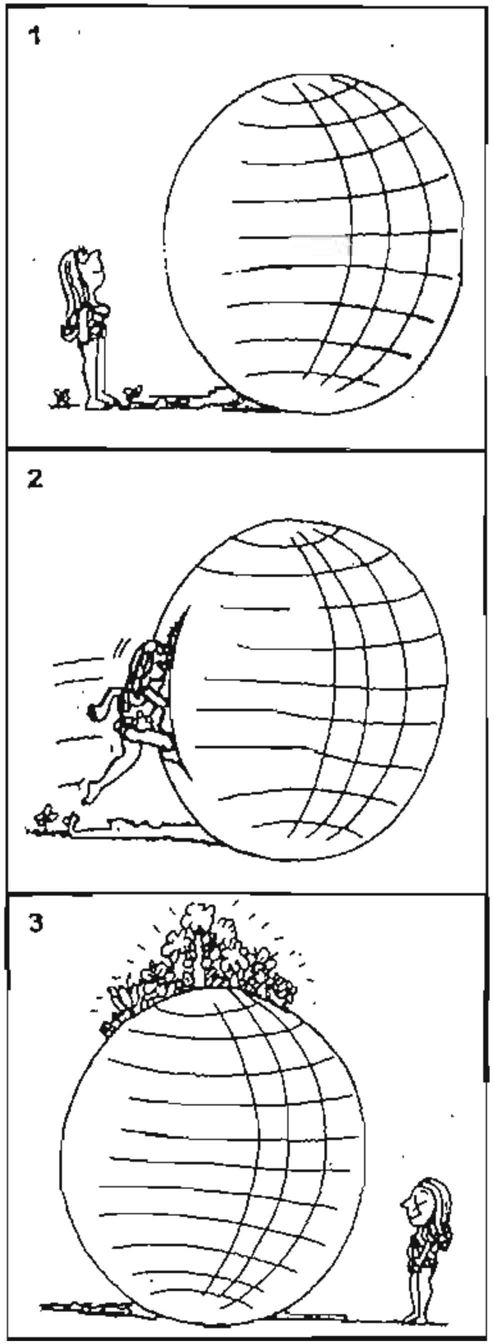

Scanned by iqbalmt

جیسے باکسر صحیح پنچ لگانے پر ہوتا ہے۔ ہم نے بریک کا پوچھا تو بولا ''سمندر کنارے جا کے واٹر بریک کریں گے۔'' عرض کیا ''ہم گاڑی کی بریک کا پوچھ رہے ہیں؟'' بولا ''کبھی کبھی پرانی گاڑی صحرا میں بریک ہو جاتی ہے۔ اگر تم دوسری بریکوں کی بات کر رہے ہو تو کوئی مسئلہ نہیں میں ہارن اونچے کر دیتا ہوں۔ گھبراؤ نہیں یہ گاڑی نہیں ایئر کنڈیشن اونٹ ہے''۔

☆☆☆☆

چاروں طرف ریت ہی ریت اور ٹیلوں پر جیپ چڑھا کر نیچے گرا دینے کے عمل کے بعد ہم زاہد ملک سے یہ پوچھنے میں حق بجانب تھے کہ تمہاری نوید صاحب سے کوئی دشمنی تو نہیں۔ ملک صاحب بولے ''ہاں میری دور کی بہن کی اس سے شادی ہوئی تو ہے۔'' ہم نے نوید صاحب کی منتیں شروع کر دیں کہ وہ جیپ روکیں لیکن انہوں نے یہ کہہ کر ہمیں اور ڈرا دیا ''یہاں رکنا اور آہستہ گاڑی چلانا زیادہ خطرناک ہے کیونکہ گاڑی ریت میں دھنسنا شروع ہو جاتی ہے''۔ ہم نے پڑھا تھا۔ شکاگو میں ایک ہاتھ سٹیرنگ پر دوسرا ہارن پر ہوتا ہے۔ نیویارک میں ایک ہاتھ سٹیرنگ پر دوسرا کھڑکی سے باہر جبکہ بوسٹن میں ایک ہاتھ سٹیرنگ پر ایک میں اخبار اور پاؤں ایکسلریٹر پر ہوتے ہیں۔ کیلیفورنیا میں دونوں ہاتھ سٹیرنگ پر آنکھیں بند پاؤں بریکوں پر جبکہ یہاں پاؤں ایکسلریٹر پر اور دونوں ہاتھ دعا کے لئے ہوتے ہیں۔ نوید صاحب کو جب

ون اردو ڈاٹ کام

لگا کہ ہم اس سے زیادہ بھی ڈر سکتے ہیں تو بولے اس صحرا میں کوئی خطرہ نہیں۔ بس یہ ہے کہ اگر جیپ خراب ہو جائے تو ذرا مشکل ہوتی ہے چونکہ موبائل کے سگنل یہاں نہیں آتے۔ یوں دنیا سے رابطہ کٹ جاتا ہے لیکن میں مرنے سے نہیں ڈرتا اور انہوں نے بلند ریت کے ٹیلے سے جیپ نیچے گرا دی۔ ہم نے آنکھیں بند کر لیں۔ جب کھولیں تو جیپ کھڑی تھی اور نوید بونٹ کھول کر اسے دیکھ رہا تھا۔ ملک نے پوچھا ''کیا ہوا؟'' بولا ''جیپ خراب ہو گئی ہے نیچے اتر آؤ تاکہ جیپ جو تیزی سے ریت میں دھنس رہی ہے تمہارے اترنے سے وزن کم ہونے سے اس کی رفتار کم ہو''۔ ملک صاحب نے بآوازِ بلند انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا شروع کر دیا۔

☆☆☆☆

زاہد ملک صاحب نے گھبرا کر کہا ''مجھے تو چاروں طرف ریت ہی ریت نظر آ رہی ہے؟'' عرض کیا ''اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ آپ نے جو دھوپ کا چشمہ لگایا ہوا ہے اس پر ریت لگی ہوئی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ چاروں طرف ہے ہی ریت۔'' نوید گاڑی ٹھیک کرنے میں لگا ہوا تھا۔ ہم نے پوچھا ''آپ کو گاڑی ٹھیک کرنا آتی ہے؟'' بولے ''خرابی کا پتہ چل جائے تو شاید..... ویسے لوگ یہاں گروپوں کی صورت آتے ہیں تاکہ ایک گاڑی خراب ہو تو دوسری گاڑی والے بچا لیں مگر یہاں تو کوئی اور گاڑی بھی نظر نہیں آ رہی۔'' عرض کیا ''یہاں تو کوئی جانور بھی نہیں؟'' بولا ''ہیں کیوں نہیں یہاں کے سانپ اور بچھو تو اتنے زہریلے ہیں کہ خود کو کاٹ لیں تو بچ نہ پائیں۔'' ہم ڈر کر فوراً جیپ میں بیٹھ گئے۔

Desert Diving بلکہ Desert Driving وہاں کا مقبول کھیل

Scanned by iqbalmt

ہے۔ کہتے ہیں صحرا میں گہرائی سے بلندی پر جانا اور پھر نیچے گرنے کا جو مزا ہے وہ کسی اور کھیل میں کہاں۔ اس کھیل میں اپنے بچاؤ کے کچھ طریقے ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں:

1- بچاؤ کا سب سے محفوظ طریقہ یہ ہے کہ آپ یہاں ڈرائیونگ کے لیے ہرگز نہ آئیں۔

2- آپ ٹو وہیل ڈرائیور کے ساتھ وہاں جا تو سکتے ہیں وہاں سے آ نہیں سکتے۔

3- وہاں کبھی اکیلے نہ جائیں تاکہ اگر کھو جائیں تو ساتھ کوئی دوسرا تو ہو جسے قصوروار ٹھہرایا جا سکے۔

4- Listen to your Car۔ اس سے پتہ چل جائے گا کیا ہونے والا ہے؟

لیکن ہم نے دیکھا احتیاطی تدابیر انہی کے لیے ہوتی ہیں جو غلطیاں کرتے ہیں۔ ہماری جیپ دھنستی جا رہی تھی۔ ریت کے دو تین ٹیلے جو کچھ دیر پہلے ہم سے پیچھے تھے وہ چل کر ہمارے آگے آ گئے تھے۔ تپتی ریت ہمیں لیلیٰ کی یاد دلا رہی تھی۔ ہو سکتا ہے آپ کہیں کہ یاد تو مجنوں آنا چاہیے تھا۔ ہم یہی سوچ رہے تھے کہ وہ لیلیٰ کیسی ہوگی جس کے لیے مجنوں اس تپتی ریت پر چلتا رہا۔ ہمیں ریت سے لیلیٰ اس لیے بھی یاد آئی کہ عورت اور صحرا کی ریت منٹ منٹ بدلتی ہے۔ کبھی سخت اور اگلے ہی لمحے نرم۔ یکدم ہماری جیپ سٹارٹ ہوگئی۔ یہ سب ایسے ہوا کہ خود نوید کو بھی یقین نہیں آ رہا تھا۔ بولا ''شکر کر Virgin Sand نہیں تھی ورنہ کچھ بھی ہو سکتا تھا''۔ تب ہمیں پتہ چلا کہ جس ریت پر ہم کھڑے تھے وہ کنواری نہیں شادی شدہ تھی۔

☆☆☆☆

ہماری جیپ پھر ریت پر پھسلنے لگی۔ نوید نے یہ کہہ کر حوصلہ دیا۔ اب ہم بیچ پر جائیں گے۔ بیچ کا لفظ سنتے ہی ذہن میں ایسے بیچ آنے لگے جنہیں دیکھ کر بندے کا ڈوبنے کو دل چاہتا ہے۔ ایسے ہی ایک بیچ پر ایک عربی اور پاکستانی نہا رہے تھے کہ علاقے کی کچھ خواتین ادھر سے گزریں۔ عربی نے فوراً جسم ڈھانپ لیا جبکہ پاکستانی نے فوراً منہ ڈھانپ لیا۔ عورتیں گزر گئیں تو عربی نے پاکستانی سے پوچھا ''تم نے صرف منہ کیوں چھپایا؟'' وہ بولا ''مجھے یہاں کی عورتیں چہرے سے ہی پہچانتی ہیں۔'' یکدم ایک ریت کے ٹیلے پر جیپ چڑھی تو سامنے بیچ تھا۔ بیچ پر سمندر کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ اتنا ننگا بیچ کہ حد نظر تک اس پر کوئی نہیں تھا۔ سمندر کا پانی اتنا نمکین تھا کہ آپ پاؤں ڈال کر بیٹھ جائیں تو آپ کا حلق نمکین ہو جائے۔

نوید جیپ کو سمندری ریت پر تیزی سے یوں دوڑانے لگا کہ لہریں آ کے جیپ سے ٹکراتیں۔ عربوں کے کھیل دیکھ کر لگتا ہے ان کو اس کام کا مزا ہی نہیں آتا جس میں خطرہ نہ ہو۔ اس کا اندازہ اس سے لگا لیں کہ ستر سال کی عمر میں وہ سترہ سال کی لڑکی سے شادی کرتے ہیں' ڈیزرٹ ڈرائیونگ وہی پسند کر سکتے ہیں۔ لگتا ہے باکسنگ بھی انہوں نے ہی ایجاد کی۔ پاکستان کبڈی ٹیم کے کپتان محمد سرور نے کہا ہے مہاتما بدھ کبڈی کے کھلاڑی تھے۔ مہاتما جی کے جتنے بت ہیں ان میں انہوں نے جو پہنا ہوا ہے اس سے تو یہی لگتا ہے ابھی کبڈی کھیل کر آئے ہیں۔ ویسے فٹ بال بھی عربوں کی پسندیدہ گیم ہے۔ اس میں 22 صحت مند نوجوان' دیوانہ وار بھاگ کر ورزش کر رہے ہوتے ہیں اور ہزاروں افراد جنہیں ورزش کی ضرورت ہوتی ہے انہیں دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

اس رات جب ہم لوٹے تو لگا تفریح نہیں تشدد ہوا ہے۔ کسی اڈونچر پر نکلیں تو دل چاہتا ہے بس خیریت سے گھر پہنچ جائیں۔ جب آپ خیریت سے گھر ہوں تو دل چاہتا ہے اڈونچر کریں۔ جونہی ملک صاحب کو یقین ہوا کہ وہ واپس ہوٹل پہنچ چکے ہیں انہوں نے اعلان کر دیا کہ اپنی سیریل ''قطرے'' کے کچھ سین اس صحرا میں فلمائیں گے۔ عرض کیا ''اس میں اداکاروں کی جان جا سکتی ہے۔'' بولے ''کوئی بات نہیں یہ سین سب سے آخر میں کر لیں گے۔''

ون اردو ڈاٹ کام

Scanned by iqbalmt

نسب العین

عربوں میں نسب کا اتنا خیال رکھا جاتا ہے کہ انہیں تو اپنے اونٹ کا شجرہ نسب معلوم ہوتا ہے۔ قطر کے امیر شیخ حامد بن خلیفہ التہانی نے اپنے والد کے ساتھ وہی سلوک کیا جو مغل بادشاہ اپنے باپوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ سنا ہے شیخ حامد اپنے لوگوں میں بہت پاپولر ہیں۔ دوحہ میں 25 فیصد قطری اور 75 فیصد دوسرے ملکوں کے ہیں۔ اس سے اندازہ لگالیں شیخ حامد کتنے پاپولر ہیں۔ کسی بھی بندے میں اس سے بڑی خوبی اور کیا ہوسکتی ہے کہ وہ حکمران ہو۔ حکمران ہر قدم عوام کے لیے اٹھاتے ہیں۔ وہ تو جوتے لینے کے لیے بھی قدم اٹھائیں تو وہ بھی عوام کے لیے ہوتا ہے۔ شیخ صاحب تو شادی بھی کریں تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ اس میں بھی عوام کا بھلا ہوگا۔

☆☆☆☆

ون اردو ڈاٹ کام

1
2
3

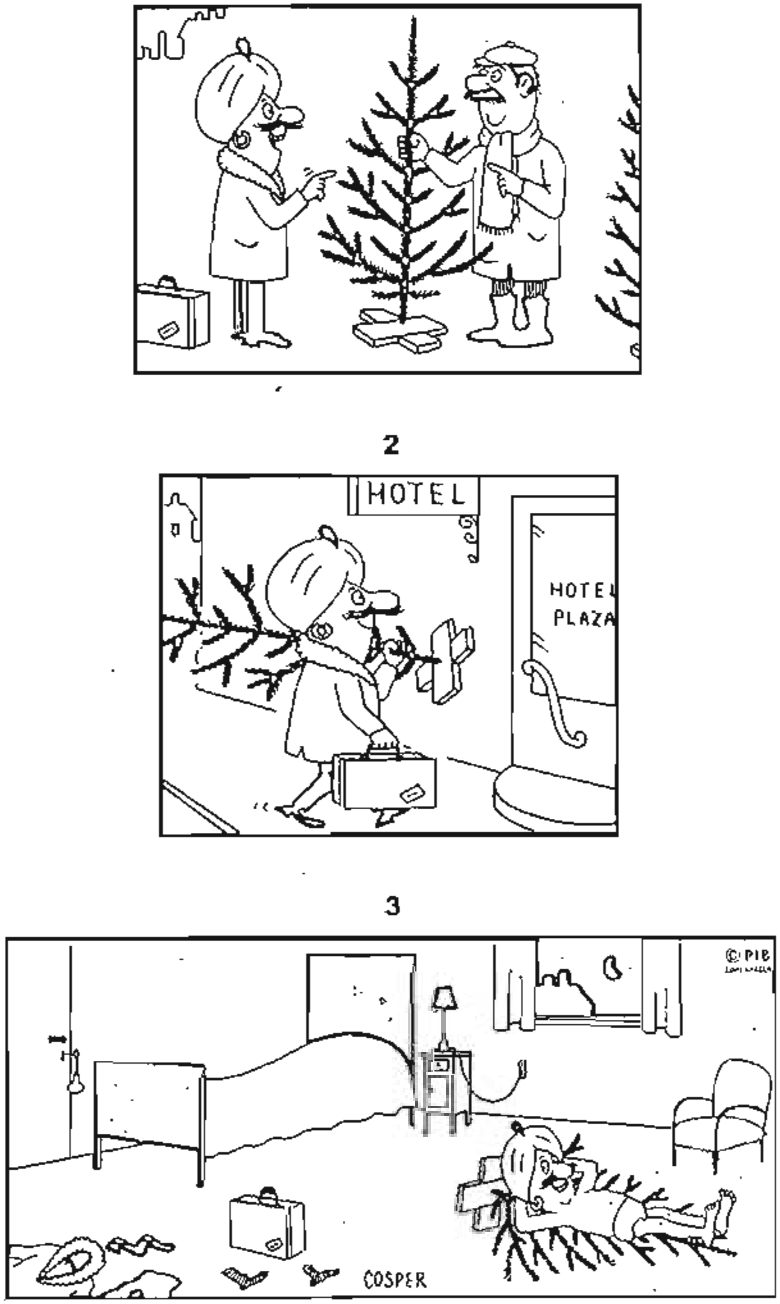

Scanned by iqbalmt

قطر کا کلچر بدّو کلچر ہے' جو عمارتوں اور آرٹ کی بجائے گیتوں اور شاعری پر مبنی ہوتا ہے۔ قطری لباس اتنا بڑھیا ہوتا ہے کہ روایت ہے حضور پاک ﷺ کو بھی پسند تھا۔ قطر میں یوں بیٹھتے ہیں کہ دوسرے کو آپ کے جوتے کے تلوے نظر نہ آئیں۔ بے شک وہ نئے ہی ہوں۔ ہمارے مرد اوّل آصف زرداری بھی برادر عرب ملک گئے تو ان کے بیٹھنے کے انداز سے مسئلہ ہوتا۔ وہ یوں بیٹھتے کہ ان کے جوتے کے تلوے ان کے چہرے سے زیادہ نظر آتے۔

جس قطری کے گھر جاؤ وہ چھوٹے سے کپ میں قہوہ پلائے گا۔ قہوہ کے ذائقے کے بعد ہمیں پتہ چلا کہ یہ کپ اتنے چھوٹے کیوں ہوتے ہیں؟ آپ پینے سے انکار کر دیں تو ناراض ہو جائیں گے۔ قطر میں جس تیزی سے ترقی ہوئی اس تیزی سے تو ہمارے ہاں کار چلانے کی اجازت نہیں۔ چند دہائیاں قبل وہاں طبی سہولتیں ڈاکٹروں کو بھی میسر نہ تھیں۔ 1975ء میں پہلا قطری ہسپتال کھلا۔ کہتے ہیں اس کی لیبارٹری میں ایک قطری گھبرایا بیٹھا تھا۔ کسی نے پوچھا ''کیوں ڈر رہے ہو؟'' بولا ''میں یہاں بلڈ ٹیسٹ کے لیے آیا تھا۔'' ''تو پھر؟'' دوسرے نے پوچھا۔ قطری بولا ''انھوں نے کٹ لگا کر میرا خون ٹیسٹ کیا۔'' ''تو پھر گھبرا کیوں رہے ہو؟'' بولا ''اس لیے کہ انھوں نے کہا ہے اب پیشاب ٹیسٹ کراؤ۔'' یہ بدّو ایک رات بھیڑ بکریاں اور اونٹ چرا کر سوئے' صبح اٹھے تو دنیا کے مالدار شخص تھے۔ قطر کے امیر باز اڑانے سے باز نہیں آتے۔ اب بھی باز بازار لگتا ہے۔ قطر میں پرندے ٹرانزٹ ویزے پر آتے ہیں اور بندے وزٹ ویزے پر۔ دوران قیام ہم نے وہاں سمندری پرندے اور

چڑیاں اڑتی دیکھیں بالخصوص قطری ٹی وی پر۔

☆☆☆☆

قطر میں ٹورسٹوں کو نہیں آنے دیا جاتا۔ کسی امریکی نے آنا ہو تو وہ سب سے پہلے بیوی کے لیے کپڑے سلواتا ہے۔ قطر میں عورتوں کو جو حقوق حاصل ہیں ان میں سب سے اہم حقوق زوجیت ہی ہیں۔ وہ ذرا سی بات پر لڑ پڑتے ہیں مگر ذرا سی بات پر خوش نہیں ہوتے۔ عربوں میں لڑائیاں اس لیے زیادہ ہوتی ہیں کہ یہ لڑتے بہت ہیں۔ کہتے ہیں کشمیری آپس میں اس لیے نہیں لڑتے کہ درمیان میں اتنی بلند پہاڑیاں ہوتی ہیں کہ یہ جھانکنا مشکل ہوتا ہے ہمسایہ کیا کر رہا ہے؟۔

زاہد ملک صاحب نے پوچھا ''آج کل قطری کس بات پر لڑتے ہیں؟'' نوید صاحب نے بتایا ''آج کل وہ صرف لڑنے والی بات پر لڑتے ہیں۔'' عرض کیا ''لڑنے والی باتیں کونسی ہیں؟'' بولے ''جن باتوں پر وہ لڑ پڑیں وہ سب لڑنے والی ہوتی ہیں۔''

وہاں کے لوگ وقت پر پہنچتے ہیں۔ لیٹ نہیں ہوتے جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ وہاں ریلوے کا محکمہ نہیں۔ عورتیں مردوں سے لمبی عمر پاتی ہیں۔ ان کی اوسط عمر 74 سال جبکہ مردوں کی اوسط عمر 69 تک ہے۔ اگرچہ اوسط کا معاملہ بھی بڑا اوسط درجے کا ہے۔ جیسے ایک بارات نے پیدل دریا پار کرنا تھا۔ باراتیوں میں ایک ماہر اقتصادیات تھا۔ کسی نے اسے کہا ''کچھ رہنمائی کرو۔'' اس نے کہا ''دریا کہیں سے دو انچ گہرا ہے کہیں سے ایک فٹ اور کہیں سے 8 فٹ۔ گویا اوسط 3 فٹ نکلتی ہے کوئی مسئلہ نہیں بارات پار اتر جائے گی۔''

ون اردو ڈاٹ کام

Scanned by iqbalmt

1

2

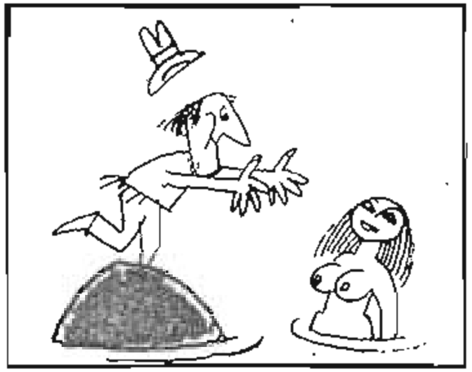

3

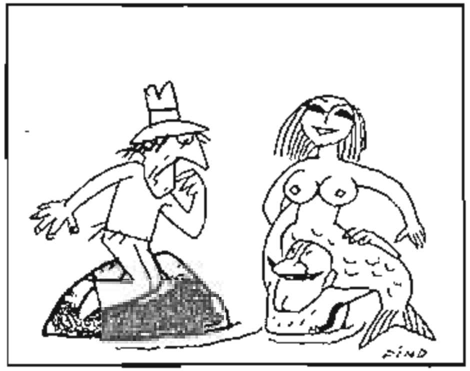

ون اردو ڈاٹ کام

فش کلچر

مچھلیاں پکڑنا قطریوں کا کلچر ہے۔ ہمارے ہاں صرف حکومتیں ''مچھلیاں'' پکڑتی ہیں وہ بھی بڑی بڑی۔ قطریوں کو مچھلی کو قابو کرنے کے جتنے طریقے آتے ہیں اتنے تو امریکیوں کو محبوب قابو کرنے کے نہیں آتے۔ ہم سمجھتے ہیں مچھلیاں پکڑنے والے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو اسے ایک سپورٹ سمجھتے ہیں اور دوسرے جن کے ہاتھ کچھ مچھلیاں لگ جاتی ہیں۔ کہتے ہیں مچھیرے جھوٹ بہت بولتے ہیں۔ ایک مچھیرا تب سچ بول رہا ہوتا ہے جب دوسرے مچھیرے کو جھوٹا کہہ رہا ہوتا ہے۔ دوحہ کسی زمانے میں مچھیروں کی بستی تھی۔ ہم نے نوید سے پوچھا ''یہاں مچھلی منڈی ہے؟'' بولے ''یہاں کوئی اسمبلی نہیں۔ ویسے بھی مچھلی منڈی وہ منڈی ہے جس کے بارے میں پوچھنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ خود ہی سونگھ کر پتہ چل جاتا ہے۔'' ایک صاحب کو اس جگہ گھر ملا جس کے ایک طرف مچھلی منڈی اور دوسری طرف بچڑ خانہ تھا۔ مکان دینے والا کہہ رہا تھا اس کا بڑا فائدہ ہوگا آپ کو پتہ چل جایا کرے گا ہوا کس طرف سے

Scanned by iqbalmt

آ رہی ہے؟۔ مچھلی کے بارے میں ہمارا علم صرف اتنا سا ہے کہ ایک مچھلی سارے جل کو گندہ کر دیتی ہے البتہ ہمیں آج تک یہ سمجھ نہیں آئی کہ مچھلی کو پکانے سے پہلے دھوتے کیوں ہیں۔ حالانکہ وہ تو ساری عمر پانی میں ہی رہتی ہے۔

☆☆☆☆

کہتے ہیں مچھلی اور انسان جب تک منہ نہیں کھولتے پھنستے نہیں۔ ہمارے ہاں مچھلی اتنی پکانے میں استعمال نہیں ہوتی جتنی محاوروں میں استعمال ہوتی ہے۔ زاہد ملک صاحب نے ایک لطیفہ سنایا۔ آپ بھی پڑھ لیں۔ ایک میاں بیوی سیر کو گئے۔ خاوند کو فشنگ کا شوق تھا جب کہ بیوی کو پڑھنے لکھنے کا۔ ایک صبح بیوی کشتی لے کر اکیلی نکل پڑی۔ ایک جگہ کشتی کھڑی کر کے کتاب پڑھنے لگی۔ وہاں مچھلیاں پکڑنا منع تھا۔ محافظ اپنی کشتی میں ادھر سے گزرا اور اسے دیکھ کر کہنے لگا ”میڈم آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟“ بولی ”کیا آپ کو نظر نہیں آ رہا کتاب پڑھ رہی ہوں۔“ محافظ بولا ”آپ کو پتہ ہے اس علاقے میں مچھلی کا شکار کرنا منع ہے؟“ خاتون بولی ”لیکن آپ کو تو نظر آ رہا ہے میں مچھلیاں نہیں پکڑ رہی۔“ ”لیکن آپ کے پاس مچھلیاں پکڑنے کا سامان تو ہے۔ آپ میرے ساتھ چلیں اور لکھ کر دیں کہ آپ مچھلیاں نہیں پکڑیں گی۔“ خاتون بولی ”اگر تم نے یہ کیا تو میں بھی تم پر اپنی عزت لوٹنے کا کیس کر دوں گی۔“

محافظ بولا ”میں نے تو آپ کو چھوا تک نہیں۔“ بولی ”ہاں یہ سچ ہے لیکن آپ کے پاس سامان تو ہے۔“

ون اردو ڈاٹ کام

Scanned by iqbalmt

بیو یانہ

جارجیا کولہوں کا شہر ہے تو قطر دولہوں کا۔ مغرب میں اگر ہفتے کو گھر بیٹھے ہوں فون آئے اور آپ کی خواہش ہو کہ یہ میرا نہ ہو تو سمجھ لیں آپ بوڑھے ہیں۔ عرب میں اگر کوئی نئی شادی کا کہے اور شرط رکھے کہ دلہن سولہ برس کی ہی ہو تو سمجھ لیں وہ بوڑھا ہے۔ قطری عورت سے بات کرنا پسند نہیں کرتے بالخصوص آپ کا عورت سے بات کرنا۔ تب تک کسی پر بُری نظر نہیں ڈالتے جب تک اس سے شادی نہ ہو سکے۔ قطری عورتوں کے بارے میں وہی رائے رکھتے ہیں جو وہ اُن کے بارے میں رکھتی ہیں۔ نوید نے بتایا آدم جنت میں پھر رہا تھا سو خدا نے پوچھا "آدم کیا مسئلہ ہے؟" آدم بولا "وہ میرے پاس کوئی نہیں جس سے بات کرسکوں۔" خدا نے کہا "میں تمہیں ایک ساتھی عورت دیتا ہوں جو تمہارے لیے کھانا پکائے گی، کپڑے دھوئے گی، تم جو فیصلہ کرو گے اسے صحیح مانے گی۔ تمہارے بچے پالے گی اور آدھی رات کو انہیں چپ کرائے گی تا کہ تمہاری نیند ڈسٹرب نہ ہو، وہ تم سے کسی بات پر بحث بھی نہیں کرے گی،

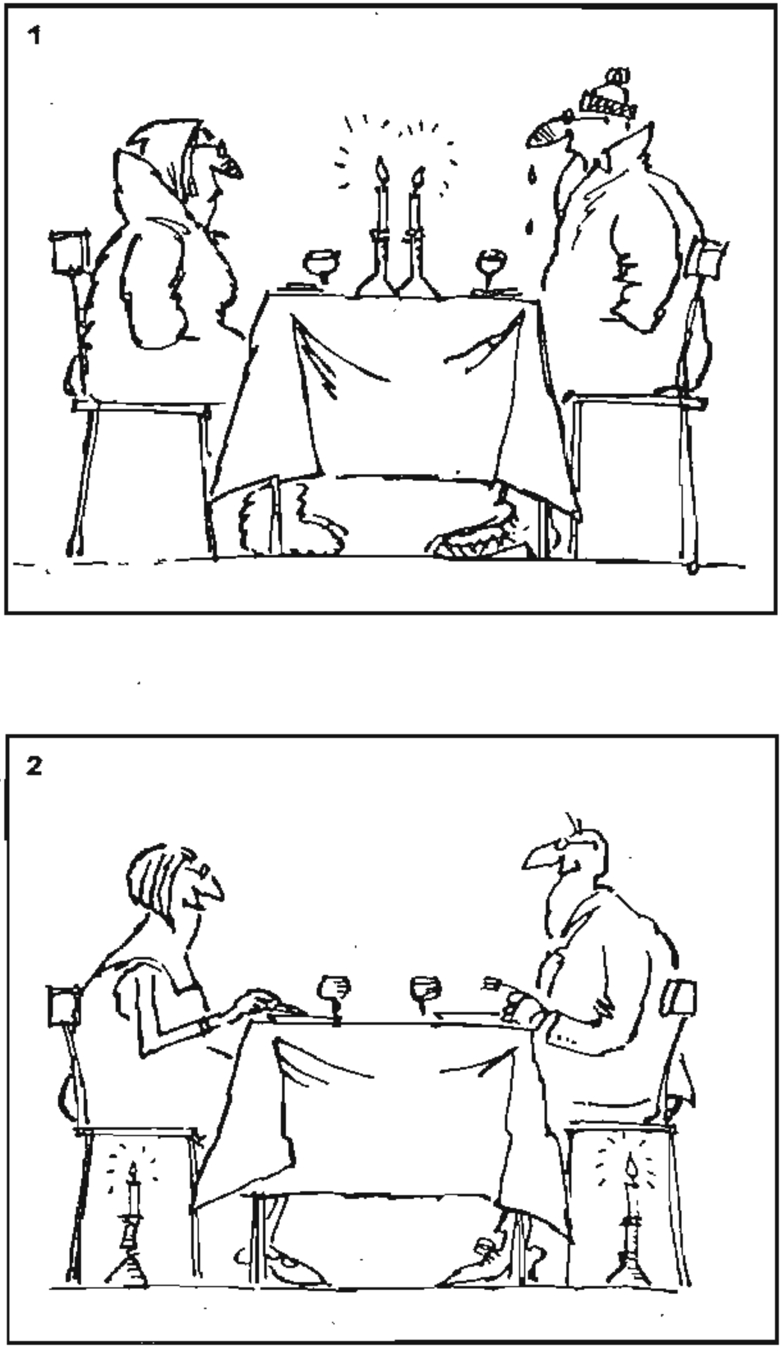

Scanned by iqbalmt

جب کسی بات پر تم سے اختلاف ہوگا اس میں تمہاری مان لے گی۔ اسے کبھی سر درد نہ ہوگا۔ تم سے محبت کرے گی۔'' آدم نے کہا ''اس کے بدلے مجھے کیا دینا ہوگا'' خدا نے کہا ''ایک ہاتھ اور ایک بازو۔'' آدم نے کہا ''صرف ایک پسلی کے بدلے کیا مل سکتا ہے؟'' جو ملا وہ آپ کے سامنے ہے۔

☆☆☆☆

قطری اپنی غلطیوں اور عورتوں پر پردے ڈالتے رہتے ہیں۔ وہاں بچوں کی پیدائش کے سلسلے میں میڈیکل کی سہولتیں ہر کسی کو میسر ہیں کیونکہ وہاں بچے پیدا کرنا روزمرہ کی مصروفیات کا حصہ ہے۔ مرد ڈاکٹر وہاں پسند نہیں کیے جاتے۔ عورتیں بوڑھی گائنا کالوجسٹ کو ترجیح دیتی ہیں۔ بڑھاپے میں گائنا کالوجسٹ کے ہاتھ ہلنے لگتے ہیں۔ ہم نے ایک قطری سے پوچھا ''آپ فیملی پلاننگ کرتے ہیں۔'' بولے ''ہاں اتنی فیملیز میں پلاننگ کے بغیر کام کیسے چلے گا؟'' عرض کیا ''میرا مطلب تھا جیسے ہمارے ہاں ہے کہ بچے دو ہی ہونے چاہئیں۔'' بولے ''میرے بھی ایسے ہی خیالات ہیں۔ سال میں دو بچے ہی ہونے چاہئیں۔'' یہاں کے چار میں سے تین افراد یہاں کی 75 فیصد آبادی کا باعث ہیں۔ عربوں کی بیویاں اور بچے جلد ہی ڈبل فگرز میں ہوتے ہیں۔ ان کی مصنوعات بچے ہی ہیں۔ 1993ء سے وہاں بچے مصنوعی طور پر بھی پیدا

کیے جا رہے ہیں۔ ہمارے ہاں تو ''بڑے'' ہی مصنوعی طریقوں سے پیدا کیے جاتے ہیں۔ ہم نے ایک قطری سے پوچھا ''اللہ اور تیل کی دی ہوئی دولت تو بہت ہے مگر کرتے کیا ہو؟'' بولا ''اس دنیا میں بچے امپورٹ کرتا ہوں۔'' وہاں جس کے جتنے کم بچے ہوں اسے اتنا ہی کم مرد سمجھا جاتا ہے۔ بہو کے پانچ سے کم بچے ہوں تو ساس اسے بانجھ سمجھنے لگتی ہے۔

☆☆☆☆

فن اردو ڈاٹ کام

ڈاکٹری واحد شعبہ ہے جس میں ڈاکٹر خاوند بیوی کو بتا کر کسی لڑکی کو دیکھنے جا سکتا ہے۔ عرب ممالک میں تو جتنا خاتون کو اس کے ڈاکٹر نے دیکھا ہوتا ہے اتنا غور سے اس کے خاوند نے بھی نہیں دیکھا ہوتا۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ وہاں کے مردوں کو ڈاکٹر کے مرد ہونے کا پتہ نہ چلے۔ ہمیں ایک بھیدی ڈاکٹر نے بتایا قطریوں کو راؤنڈ فگرز پسند ہیں۔ راؤنڈ فگر کی اہمیت ہمارے ہاں تو اتنی ہے کہ وزیر ریلوے نے ٹکٹ 12 سے 15 روپے کا کیا تو اس کی واحد وجہ یہ بتائی کہ ہم نے کرایہ بڑھایا نہیں بس راؤنڈ فگر کیا ہے۔

روسی ریاستوں میں تو عورت کی عمر جونہی راؤنڈ فگرز میں جاتی ہے وہ بھی ویسی ہو چکی ہوتی ہے۔ عرب ممالک میں چونکہ حجاب ہوتا ہے۔ سو وہاں ڈاکٹروں کی رائے سے ہی کوئی رائے بنائی جا سکتی ہے۔ ایک شاہی ڈاکٹر نے بتایا دنیا میں سب

Scanned by iqbalmt

سے زیادہ شوگر سعودی عرب میں ہے اور خواتین زیادہ تر راؤنڈ فگرز میں ہیں۔ اس نے بتایا سوئمنگ پول میں وہاں کی خواتین کے نہانے کے بعد میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ تیرنے سے فگر بہتر نہیں ہوتی۔ وہیل مچھلی جتنا مرضی تیر لے وہ رہتی وہیل مچھلی ہی ہے۔ عربی خواتین راؤنڈ فگرز میں کیوں ہوتی ہیں اس کی وجہ ہمارے محقق نے یہ بتائی کہ لفظ جمیل پہلی دفعہ Fat کے لیے استعمال ہوا۔ اب بھی موٹاپا صحت اور خوبصورتی کا سمبل ہے۔ ویسے تو ہر عورت کے اندر ایک پتلی عورت ہوتی ہے جو باہر نکلنا چاہتی ہے لیکن اسے ایک چاکلیٹ سے سلا دیا جاتا ہے۔

☆☆☆☆

قیام پاکستان سے پہلے ڈیرہ غازی خان میں مسرت حسین زبیری افسر تعینات ہوئے۔ اپنے دفتر میں مسلمان سردار صاحبان سے ملنے کے بعد ایک بلوچ سردار سے کہا ''میری بیوی آپ کی بیگم صاحبہ کو ملنے آپ کے گھر آنا چاہتی ہے۔ آپ مناسب وقت بتا دیں۔'' تو سردار نے کہا ''ہمارے رواج کے مطابق ہماری پردہ دار خواتین بے پردہ خواتین سے نہیں ملتیں۔'' قطر میں بھی کوئی قطری آپ کو دعوت پر گھر بلائے تو آپ خاتون خانہ کو ساتھ نہیں لے جا سکتے۔ اسے الگ سے گھر کی زنانہ محفل میں بلایا جاتا ہے۔ کسی قطری کی دعوت پر اپنی بیوی ساتھ اس کے ہاں لے جانا شرمندگی کا باعث ہوتا ہے۔ کچھ کو یہ ڈر بھی رہتا ہے کہ میزبان آپ سے بیوی کا رشتہ نہ مانگ لے۔ ہمارے ایک ادیب نے بتایا ان کا عزیز بیوی کے ساتھ ایک عرب ملک کی سڑک پر کھڑا تھا کہ ایک عربی جس کے ساتھ دو خواتین تھیں

ون اردو ڈاٹ کام

پاس سے گزرا۔ تھوڑا سا آگے جا کے رکا۔ کافی دیر کھڑا دیکھتا رہا اور پھر پاس آ کے پوچھنے لگا ''یہ ساتھ خاتون کون ہے؟'' اس نے کہا ''یہ میری بیوی ہے۔'' تو عربی بولا ''مجھے آپ کی بیوی پسند آ گئی ہے میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ آپ اسے طلاق دینے کا کیا لیں گے؟'' وہ پاکستانی حیران رہ گیا۔ عربی بولا ''بدلے میں میری یہ دو بیویاں لے لو۔''

وہاں ہر مرض کے لیے مردوں عورتوں کے لیے الگ الگ وارڈ ہیں۔ شکر ہے وہاں مردوں کے لیے الگ گائنی وارڈ نہیں۔ گھروں میں بچوں کی تعداد سے پتہ چلتا ہے بیویاں سارا دن کیا کرتی ہیں؟ وہاں بچہ پیدا کرنے سے مشکل کام اس کا نام رکھنا ہے اسی لیے باپ دادا کے ناموں کو ہی بار بار Repeat کر کے گزارا کرتے ہیں۔ اگر کوئی والد بچوں کے ساتھ آ رہا ہو تو یہی لگتا ہے سکول ٹیچر کلاس کے ساتھ آ رہا ہے۔ کہتے ہیں ایک قطری نے امریکی سے کہا ''ہمارے ہاں ایسی شادیاں بھی ہوتی ہیں کہ خاوند کو شادی کے بعد اپنی بیوی کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔'' امریکی بولا ''Same Here! شادی کے بعد ہی بیوی کا پتہ چلتا ہے۔'' عرب میں خاوندوں کو اپنی بیویوں کے نام یاد رکھنے میں مشکل ہوتی ہے۔ ایسے دو بوڑھے بیٹھے تھے۔ ان کی بیویاں دوسرے کمرے میں تھیں۔ ایک بوڑھا بولا ''ہم بھی کل رات نئے ریسٹورنٹ سے کھانا کھا کے آئے ہیں۔ اس کا کیا بھلا سا نام تھا؟'' دوسرا بولا ''ہم بھی جائیں گے اس کا نام بتاؤ؟'' تو پہلا بولا ''یار وہ رات کو آسمان پر چاند کی وجہ سے جو ہر طرف پھیل جاتی ہے اسے کیا کہتے ہیں؟'' دوسرا بولا ''چاندنی۔'' تو پہلا بولا ''ہاں بالکل (چلاتے ہوئے) بھئی چاندنی اس ہوٹل کا کیا نام ہے جہاں سے ہم نے کل کھانا کھایا تھا؟''

Scanned by iqbalmt

حقہ رانی

قطر میں ہمیں زبان کا کوئی مسئلہ نہ ہوا۔ ہم فر فر عربی سن لیتے۔ جہاں تک اپنی بات سمجھانے کی بات ہے تو ہم اردو میں بآسانی سمجھا دیتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ دن میں صرف اسی وقت بولتے تھے جب یقین ہوتا کہ سامنے والا اردو سمجھتا ہے۔ ہم روس گئے تو زبان بولنے کے لیے استعمال ہی نہ کرتے تھے۔ اگرچہ ہمارے ساتھ ایسا معاملہ کبھی نہیں ہوا جو ہمارے دوست کے ساتھ ہوا۔ ہوٹل میں مینو آیا۔ روسی پڑھی نہ گئی تو اندازے سے مینو کے آخر میں جو چھوٹا سا لکھا نظر آیا' اس پر انگلی رکھ دی۔ ذہن میں تھا ڈش کا نام جتنا لمبا ہو گا اتنی ہی ڈش مہنگی ہو گی۔ ویٹر نے سر ہلایا اور تھوڑی دیر کے بعد آیا تو اس کے ساتھ ایک حسین دوشیزہ تھی پتہ چلا وہ ہوٹل کی مالکہ تھی جس کے نام پر موصوف نے ڈش سمجھ کر انگلی رکھ دی تھی۔ عربی میں پ/P کا تلفظ نہیں وہ اسے ب/B سے بدل دیتے ہیں وہ Parking کو Barking بنا دیتے ہیں۔ بنگلہ دیش میں بھی ج کی جگہ ذ استعمال ہوتا ہے اس لیے ہمارے دوست جلیل کو بنگال میں

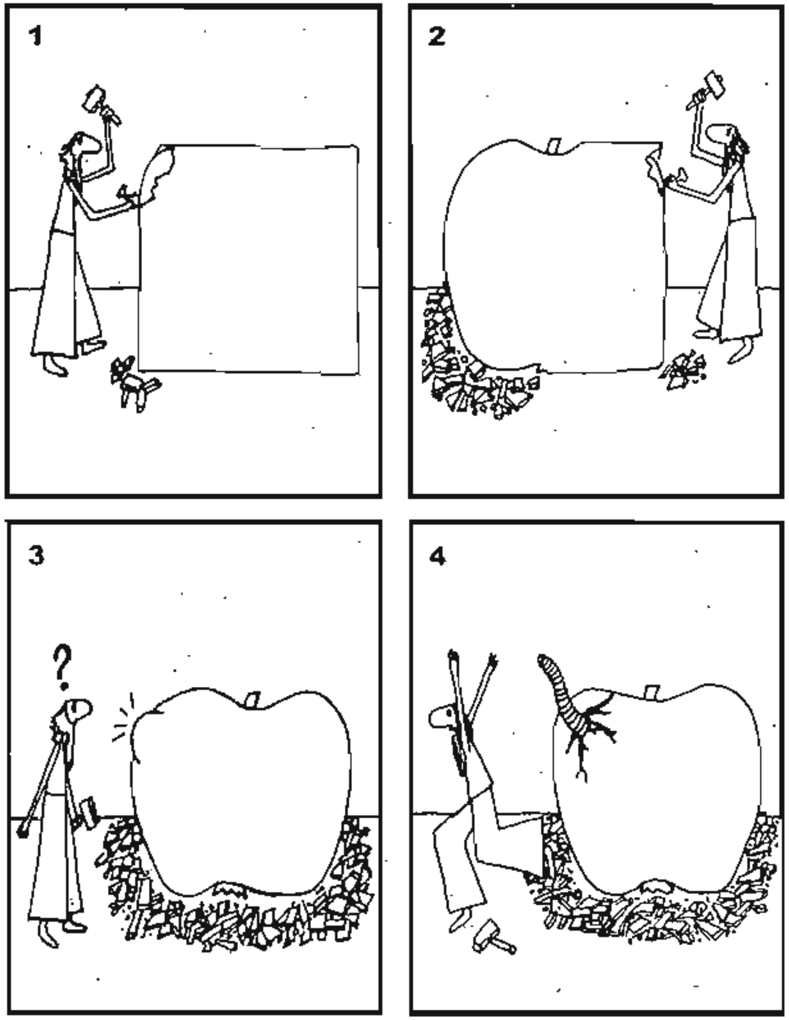

Scanned by iqbalmt

کوئی بلاتا تو وہ بڑا ذلیل محسوس کرتے۔ ان کی تو زن بھی ہمارے لیے جن ہے۔ بعض اوقات مترجم کی وجہ سے بات کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہے۔ ایک مرتبہ لندن سے خبر آئی کہ چرچل کی مصوری کے جو نادر نمونے نیلام ہو رہے ہیں ان میں سے ایک خوبصورت لینڈ اسکیپ بھی ہے۔ ہمارے کسی نادر مترجم نے ترجمہ کیا ''چرچل کے خوبصورت ''قطعات اراضی'' نیلام ہو رہے ہیں۔'' سنا ہے جنگ عظیم دوم میں جب پہلی بار ٹینک کا استعمال ہوا تو ہندوستان کے ایک نادر مترجم نے اس ٹینک کا ترجمہ ''تالاب'' کیا۔

☆☆☆☆

کھانوں کے معاملے میں ہمارا ذوق ہمیشہ بہت اچھا رہا ہے۔ بالخصوص جب کوئی دوسرا کھلا رہا ہو۔ زاہد ملک صاحب کا خیال ہے فائیو اسٹار ہوٹلز میں کھانا کھاتے ہوئے یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ آپ جتنی مرضی بری ڈش کھا رہے ہیں آنے والی اس سے بھی بری ہوگی۔ انہیں وہاں کی صرف وہی ڈشز لذیذ لگتی ہیں جو Complementary ہوتی ہیں۔ ان جیسا ایک سردار گرمی میں مشروب کی دکان میں داخل ہوا پوچھا ''ملک شیک کے گلاس کی کیا قیمت ہے؟'' جواب ملا ''دو ڈالر۔'' بولا ''یہ تو بہت زیادہ ہے کیا کسی طرح قیمت کچھ کم ہو سکتی ہے؟'' جواب ملا ''ہو سکتی ہے

اگر آپ تشریف رکھنے کی بجائے باہر کھڑے ہو کر پئیں تو قیمت ایک ڈالر ہوگی۔'' سردار جی سوچتے رہے اور پھر بولے ''اگر میں ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر پیوں تو کتنی رعایت ہوگی؟'' ملک صاحب بھی ایسے ہوٹل ڈھونڈتے جہاں ایسی رعایت ملے۔ کہتے ہیں لوگوں کو پیا بھول جاتا ہے مگر کھایا یاد رہتا ہے۔ ہمیں قطر میں پیا آج بھی یاد ہے۔ وہ تھا حقہ! ہم نے آج تک حقے کو منہ نہ لگایا تھا لیکن وہاں تو حقہ باقاعدہ ڈش ہے۔ مینو میں حقے کے باقاعدہ مختلف فلیور درج تھے۔ کئی فیملیز بیٹھی حقہ نوشی کر رہی تھیں۔ پتہ چلا مینگو حقہ، چاکلیٹ حقہ، ونیلا حقہ، سٹرابیری حقہ موجود ہے۔ ہم نے سٹرابیری حقے کا آرڈر دیا۔ وہاں کچھ حسینائیں حجابوں میں یوں حقہ پی رہی تھیں جیسے اس میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ہو۔ صاحب پان کھانے کا سلیقہ آنے کے لیے کئی پشتوں کا تجربہ چاہیے اور حقہ پینے کے لیے کئی ''قومی اتحاد'' بنانے کا تجربہ چاہیے۔ بہر حال لوگ کش لے کر دھواں چھوڑتے، ہم کھانسی چھوڑتے۔ سب فلیورز نے ہمیں چکھا مگر ہم کسی کو نہ چکھ سکے۔ زاہد ملک صاحب کی حقہ رانی دیکھ کر ہوٹل والوں نے انہیں اعزازی حقہ پیش کیا۔ کیونکہ ہوٹل کے مہمان اتنا حقہ نوشی سے انجوائے نہیں کر رہے تھے جتنا اُن کے حقہ پینے کے انداز سے محظوظ ہو رہے تھے۔

ون اردو ڈاٹ کام

Scanned by iqbalmt

مردانہ ایئر ہوسٹس

ایک این جی او کا تین رکنی وفد' جو دو لڑکیوں اور ایک مرد پر مشتمل تھا بلوچستان میں خواتین کی تعلیم پر سروے کے بعد اسلام آباد آیا تو اس مرد نے بتایا اس دورے کے دوران بلوچستان میں میں نے صرف دو بہت پڑھی لکھی خواتین دیکھیں یہ وہ تھیں جو میرے ساتھ سروے کے لیے گئی تھیں۔ ہمیں قطر میں کوئی ہیروئین نظر نہ آئی کیونکہ ہم کسی ہیروئین کو ساتھ لے کر نہ گئے تھے۔ نوید بٹ صاحب نے نوید سنائی کہ آپ دوبئی چلے جاؤ وہاں آپ کو ہر موڑ پر ہیروئینیں ملیں گی۔ یہاں کے لوگ بھی فیملی کے ساتھ وقت گزارنے دوبئی جاتے ہیں کیونکہ دوبئی میں فیملی بآسانی ملتی ہے۔ اس کے بعد زاہد ملک صاحب ہر کسی سے یہی پوچھتے دوبئی میں کتنے موڑ ہیں تاکہ اندازہ کر سکیں کتنی ہیروئینیں ملیں گی۔ اب ہمیں اندازہ ہو چکا تھا کہ لوکیشنز کے لیے انہیں وہی حصے پسند ہیں جو زندہ ہیں۔ سو ملک صاحب نے لوکیشنز دیکھنے دوبئی جانے کا اعلان کر دیا۔

☆☆☆☆

ون اردو ڈاٹ کام

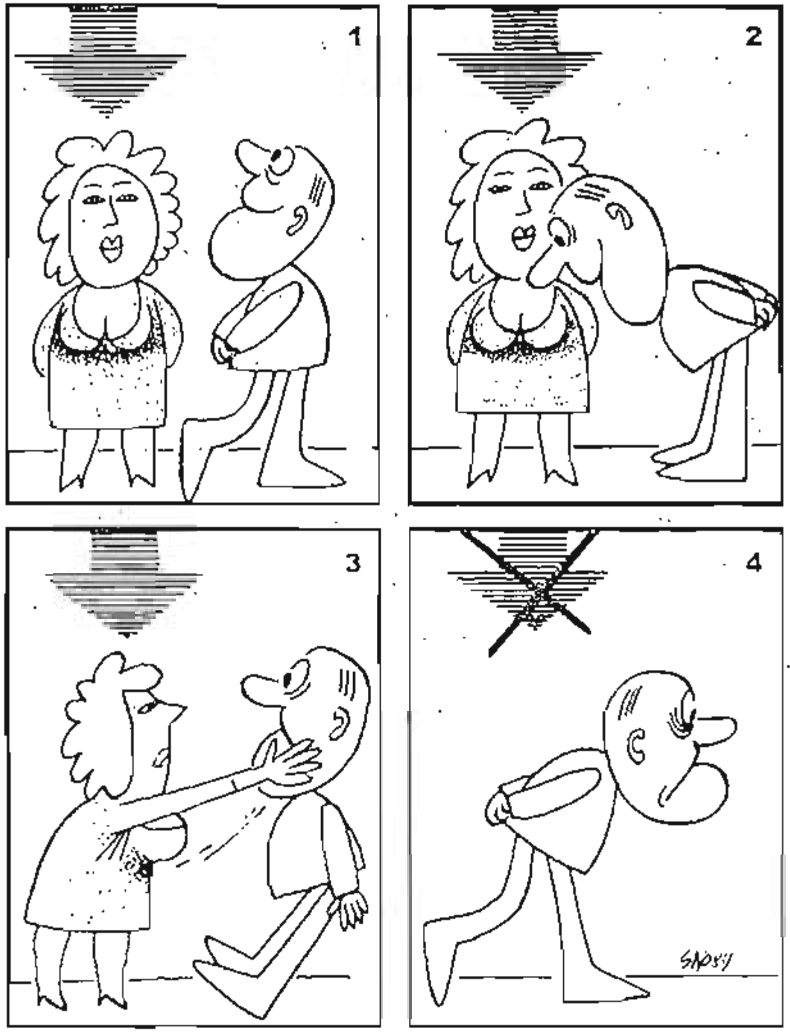

Scanned by iqbalmt

ملک صاحب جہاز میں بھی یوں بیٹھتے ہیں جیسے ٹرین میں بیٹھ رہے ہوں۔ ایئر ہوسٹس کو دیکھ کر بولے ”یار جہاز کچھ زیادہ ہی پرانا ہے!“ پھر بہت غور سے ایئر ہوسٹس کو دیکھتے ہوئے بولے ”یار جہاز مذکر ہوتا ہے یا مونث؟“ عرض کیا ”اڑ رہا ہو تو مذکر اڑ رہی ہو تو مونث۔“ ملک صاحب مسلسل ایئر ہوسٹس کو دیکھے جا رہے تھے پھر پوچھا ”یہ ایئر ہوسٹس ہے یا ایئر ہوسٹ۔“ نوید صاحب نے کچھ دیر ایئر ہوسٹس کو دیکھنے کے بعد خود ہی فیصلہ دیا ”دونوں۔“ پھر فرمایا ”ہوسکتا ہے ایئر لائن کے پاس دو سیٹیں خالی ہوں ایک سٹیوارڈ کی ایک ایئر ہوسٹس کی۔ انہوں نے پاکستانی طریقے سے بچت کرتے ہوئے ایک ٹو ان ون رکھ لیا ہو۔“ یہ مردانہ ایئر ہوسٹس اس قدر ایکٹو تھی یا تھا کہ آپ کسی بھی ایئر ہوسٹس کی طرف دیکھتے تو یہ آپ کے پاس فوراً پہنچ جاتی یا جاتا۔ اسی ڈر سے کوئی کسی بھی ایئر ہوسٹس کو دیکھ نہیں رہا تھا۔ ایسے ہی سفر کے بعد ہمارے ایک دوست بتا رہے تھے ”ایسا آرام دہ تیز رفتار اور شاندار ہوائی جہاز میں نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ ہر چیز خود کام آنے والی۔ ایک بٹن دبایا سیٹ باہر آ گئی دوسرا بٹن دبایا کمبل باہر آ گیا۔ تیسرا بٹن دبایا تو سامنے سے ایک دروازہ کھلا اور نہایت خوبصورت ایئر ہوسٹس باہر آ کے مسکرانے لگی۔ میں نے ایئر ہوسٹس کا ہاتھ پکڑا تو میرے دانت باہر آ گئے۔“

☆☆☆☆

بیس پچیس برس پہلے کی بات ہے ایک صاحب ہوائی سفر سے واپس آئے تو انہوں نے کہا ”مولوی ٹھیک کہتے ہیں اوپر جا کے حوریں ملیں گی۔ میں تو ان سے مل بھی آیا ہوں۔“ ملک صاحب اس مردانہ ایئر ہوسٹس کی وجہ سے کسی اور ایئر ہوسٹس کی طرف نہ دیکھتے کہ کہیں وہ نہ آ جائے۔ اس سے قبل کوئی ایئر ہوسٹس ملک صاحب کو مسکرا کر بھی دیکھ لیتی تو فرماتے ”اس نے پہچان لیا ہے۔“ حالانکہ پہچان لیتی تو مسکرا کر کیوں دیکھتی۔ جونہی کوئی لڑکی قریب سے گزرتی خود ہی میرے ساتھ اپنا بحیثیت ایوارڈ یافتہ ڈائریکٹر اور ایوارڈ یافتہ پروڈیوسر تعارف کروانے لگتے۔ پوچھا ”ابھی سے آپ ایوارڈ یافتہ کیسے ہو گئے؟“ بولے ”جس محنت سے میں سیریل بنانا چاہ رہا ہوں اس میں ایوارڈ تو پکا ہے۔“ ایک ایئر ہوسٹس کے پانی دینے کے انداز سے متاثر ہوئے اور کہنے لگے اس سے بات ہوسکتی ہے۔ ہم نے پوچھا ”پانی دینے کے انداز سے کیسے کہہ سکتے ہیں اس سے بات ہوسکتی ہے۔“ بولے ”یہ جس مسافر کو بھی پانی پکڑاتی ہے تھوڑا بہت اس کے کپڑوں پر گرا دیتی ہے۔ اس سے بات شروع کرنے کا بہانہ مل سکتا ہے۔“ لیکن انہوں نے جب بھی پانی منگوایا مردانہ ایئر ہوسٹس ہی لایا یا لائی۔ اس محترمہ کو ملک صاحب متوجہ نہ کر سکے۔ ایک امریکی مزاح نگار میری ریٹی نے اپنے بوائے فرینڈ کو طریقہ بتایا جس سے وہ اُسے متوجہ کر سکتا ہے۔ ہم نے یہ ملک صاحب کے گوش گزار کیا وہ یہ تھا:

1- جب تم سمجھو کہ میں تمہیں توجہ نہیں دے رہی تو تم بلی کو دودھ پلانے لگنا۔ مجھے پتہ چل جائے گا کہ جانوروں کے ساتھ مہربانہ سلوک کرنا چاہیے۔

Scanned by iqbalmt

2- جب میں تمہیں توجہ نہ دے رہی ہوں تو تم میری سالگرہ کا کیک بنانے لگنا۔
مجھے پتہ چل جائے گا کہ چھوٹی چیزیں کتنی اہم ہوتی ہیں۔

ملک صاحب بولے کیسی عجیب باتیں کرتے ہو۔ جہاز پر میں بلی اور کیک کہاں سے لاسکتا ہوں۔ طیارے کی رفتار ایسی تھی کہ آپ کسی سے سچی بات کریں تو اسے غصہ چڑھنے سے پہلے طیارہ اترنے کے لئے پر تولنے لگے۔

☆☆☆☆

دوبئی ایئرپورٹ پر اترتے ہی لگا جیسے طیارہ اغواء کر کے کسی یورپی ملک میں اتار دیا گیا ہے۔ ایئرپورٹ پر مختلف رنگوں اور لباسوں کی خواتین تھیں۔ ان سب میں ایک چیز مشترک تھی۔ ہر کسی کے چہرے پر مسکراہٹ اور ملک صاحب کی نظر تھی۔ مردانہ ایئر ہوسٹس کے باوجود اس سفر میں یہ خوبی تھی کہ ہم زندہ دوبئی ایئرپورٹ پر اتر گئے۔ کہتے ہیں دو انجنوں والی ٹرین امریکہ سے گزر رہی تھی۔ کچھ دور جا کے ایک انجن فیل ہو گیا۔ انجن ڈرائیور نے کہا'' کوئی مسئلہ نہیں ایک اور انجن ہے جو گاڑی چلاتا رہے گا۔'' کچھ دور جا کے دوسرا انجن بھی جواب دے گیا تو انجن ڈرائیور نے سوچا مسافروں کو صورتِ حال سے آگاہ کرنا چاہیے۔ اس نے کہا'' خواتین وحضرات آپ کے لیے ایک اچھی اور ایک بری خبر ہے۔ بڑی خبر یہ ہے کہ ٹرین کے دونوں انجن ناکارہ ہو چکے

ہیں۔ ہم آگے نہیں جا سکتے اور اچھی خبر یہ ہے کہ آپ نے جہاز کی بجائے ٹرین سے سفر کرنے کا فیصلہ کیا!''

ایئرپورٹ پر پتہ چلا کسٹم کی طرف سے آپ وہاں 200 سگریٹ' 400 سگار' 2 کلو تمباکو' شراب دو لیٹر وائن اور پرفیوم لے کر جا سکتے ہیں۔ ملک صاحب پریشان ہو گئے ہم نے وجہ پوچھی تو بولے'' ہمارے پاس تو یہ سب کچھ نہیں ہے۔ پتہ نہیں ہمیں جانے دیں گے یا نہیں؟''

Scanned by iqbalmt

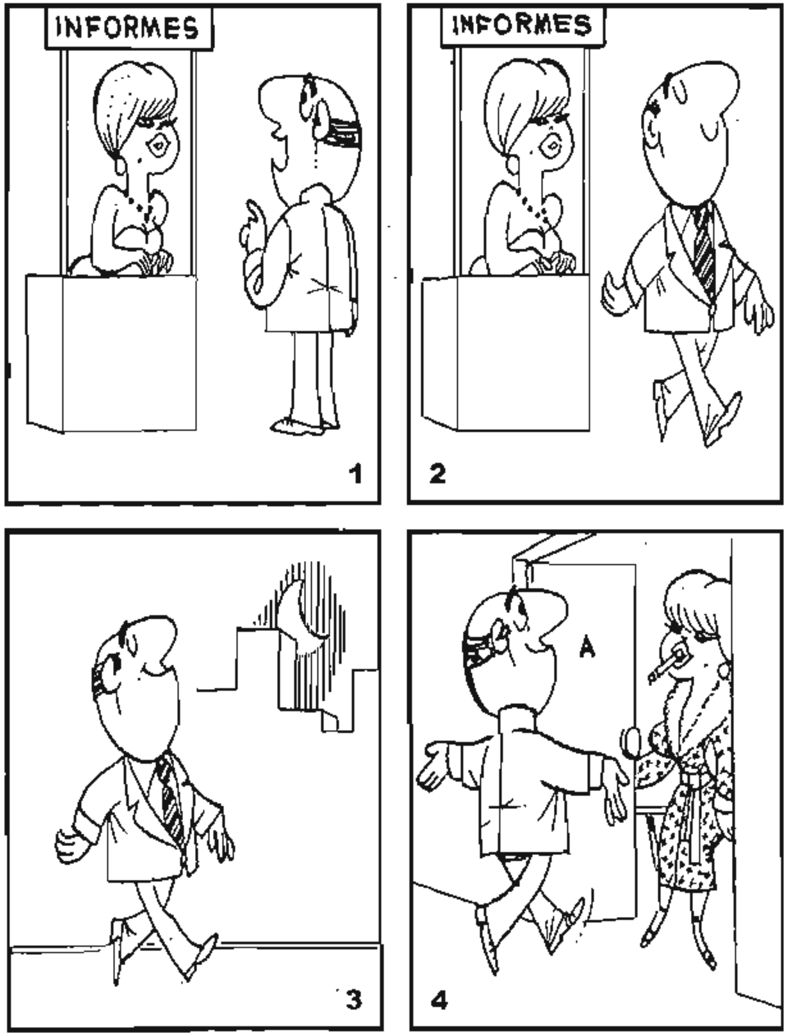

طوائفے

ون اردو ڈاٹ کام

کونسا ملک کتنا خوبصورت ہے میں اس ملک میں آپ کے میزبان کو دیکھ کر بتا سکتا ہوں۔ ملک کیا شہر بھی میزبان کے بدلتے ہی بدل جاتے ہیں۔ ملتان میں ہمارا میزبان ایک وڈیرا تھا تو ہمیں یہ شہر طوائفوں کا شہر لگا۔ جب ہمارا میزبان ایک شاعر تھا یہی ملتان ادبی مرکز نظر آیا۔ جب میزبان ایک عام سا ملتانی تھا تو ہمیں ملتان مزاروں اور گداگروں کا شہر لگا۔ دوبئی میں ہمارے میزبان چودھری امیر صاحب تھے۔ میزبان میں اور کوئی خوبی نہ بھی ہو یہ کیا کم ہے کہ وہ میزبان ہوتا ہے۔ ہم ان کے فلیٹ پر پہنچے تو وہ جن لڑکیوں سے اظہار محبت کر رہے تھے وہ تین ان کی ہم عمر تھیں یعنی تین کی عمر ملے تو چودھری صاحب کی بنے۔ چودھری صاحب نے بتایا میری عمر 70 سال ہو گئی ہے۔ پر میں اپنی حرکتوں سے 70 کا لگتا نہیں۔ عرض کیا ''حرکتوں سے تو لگتا ہے آپ ابھی بالغ نہیں ہوئے۔'' کہنے لگے ''بوڑھا وہ ہوتا ہے جس کی ڈائریکٹری میں ڈاکٹروں کے نمبر زیادہ ہوں۔ میری ڈائریکٹری دیکھ لو آپ کو ایک بھی ڈاکٹر کا نام نہ ملے گا۔ میں

Scanned by iqbalmt

نے تو ڈاکٹر محمد یونس بٹ کا نام بھی ڈاکٹروں میں نہیں لکھا۔ بوڑھا ہونے کی دوسری علامت یہ ہے کہ آپ کی شادی پر آپ سے زیادہ ہمسائے خوش ہوں۔ میری حالیہ شادی پر ہمسائے سب سے زیادہ ناخوش تھے۔ ان کی لڑکی سے کی تھی ناں۔ تیسری بڑھاپے کی علامت یہ ہے آپ کے کانوں اور ناک پر آپ کے سر سے زیادہ بال ہوں دیکھو ایک بال نہیں میری ناک اور کانوں پر۔ اپنے نائی کو میں نے کہہ رکھا ہے اگر مجھے ایک بھی بال نظر آیا تو پھر وہ نظر نہیں آئے گا۔ چودھری صاحب نے بیوی کے لیے دوسرے علاقے میں فلیٹ رکھا تھا جس کے بارے میں انہوں نے کہا وہ فلیٹ ہنی مون کے لیے آئیڈیل ہے۔ اس میں لونگ روم ہے' بیڈ روم کے ساتھ اٹیچ باتھ ہے اور بیڈ روم ایسا کہ اس میں بآسانی تین بندے سو سکتے ہیں۔ اپنے بارے میں بتانے لگے ''میں نے اپنی ہوش میں ایک دن بھی کام نہیں کیا۔'' پوچھا ''پھر آپ کا گزارا کیسے ہوتا ہے؟'' بولے ''نائٹ کلب ہے ناں۔''

☆☆☆☆

چودھری صاحب دوبئی کے کھاتے پیتے فرد ہیں بلکہ پیتے پیتے فرد ہیں۔ فرماتے ہیں ''میں اس لیے پیتا ہوں تاکہ دوسرے لوگ دلچسپ ہو جائیں۔'' پوچھا ''کب شروع کی؟'' بولے ''صبح۔'' عرض کیا ''ہمارا مطلب پہلی بار کب پی؟'' بولے ''مہنگائی کی

وجہ سے پہلی بیوی کے لیے میک اپ کا سامان نہیں خرید سکتا تھا۔ سوچنے لگا۔ میں پیتا تو بیوی کو میک اپ کی ضرورت نہ رہتی۔ دو پیگ سے خوبصورت نظر آنے لگتی۔

دوبئی آنے کے لیے نومبر سے مارچ تک کا موسم ٹھیک ہے۔ پاکستان جانے کے لیے ہر موسم ٹھیک ہے بس وہاں سے آنے کے لیے بینظیر بھٹو نے ایک ہی موسم بتایا ہے جب ہوا میں نمی کم اور آنکھوں میں زیادہ ہو جائے۔ ہم نے چودھری صاحب سے Climate کا پوچھا۔ وہ کچھ دیر اپنی کلائی دیکھتے رہے پھر اپنے Mate کو دیکھنے لگے۔

☆☆☆☆

ون اردو ڈاٹ کام

چودھری صاحب سے مل کر لگا دوبئی میں دنیا بھر کی حسینائیں ملتی ہیں۔ اتنی سستی ان ممالک کی الیکٹرونکس نہیں جتنی وہاں کی حسینائیں ہیں۔ چودھری صاحب ان حسینوں کو ''مشینیں'' کہتے۔ Coins ڈالو تو یہ مشینیں چلنے لگتی ہیں۔ ان کی وہاں اتنی بھی قیمت نہیں جتنی چابی والے کھلونوں کی ہے۔ اتنی حسینائیں دیکھ دیکھ کر وہاں کے لوگوں کا یہ حال ہو گیا ہے کہ جب تک کوئی خاتون بدصورت نہ ہو اس کی طرف غور سے دیکھتے بھی نہیں ہیں۔ وہ بھی اس امریکی انجینئر کی طرح ہیں جو ایک پارک سے گزر رہا تھا۔ اس نے دیکھا ایک مینڈک کہہ رہا تھا ''اگر مجھے چومو تو میں حسین شہزادی بن جاؤں گا۔'' وہ جھکا اور اس نے مینڈک کو دیکھا اور جیب میں ڈال لیا۔ مینڈک دوبارہ

Scanned by iqbalmt

بولا "اگر تم مجھے چومو گے تو میں ایک حسین شہزادی بن جاؤں گا۔" انجینئر نے مینڈک کو جیب سے نکالا اُسے مسکرا کر دیکھا۔ پھر جیب میں ڈال لیا۔ مینڈک پھر بولا اس نے پھر آفر کی۔ انجینئر نے مینڈک کو نکال کر دیکھا۔ خوش ہوا اور جیب میں ڈال لیا۔ مینڈک دوبارہ بولا تو اس نے کہا "دیکھو میں انجینئر ہوں میرے پاس گرل فرینڈ کے لیے ٹائم نہیں البتہ بولتے ہوئے مینڈک کی بات ہی اور ہے۔"

☆☆☆☆

عورتوں اور مردوں میں ہم نے یہ دیکھا کہ دنیا کے ہر ملک میں عورتیں عورتیں ہی ہوتی ہیں اور مرد مرد۔ مرد اور عورت میں ہر جگہ یہی فرق ہے کہ عورت کو اپنی ہر خواہش پوری کرنے کے لیے ایک مرد چاہیے ہوتا ہے اور مرد کو اپنی ایک خواہش پوری کرنے کے لیے ہر عورت۔ دنیا بھر کی عورتیں ایک سا سوچتی ہیں۔ اگر آپ ان کو لائن ماریں تو آپ کو شریف مرد نہیں سمجھتیں۔ نہ ماریں تو مرد نہیں سمجھتیں۔ اگر آپ ان کی تعریف کریں تو سمجھتی ہیں جھوٹ بول رہے ہیں۔ اگر نہ کریں تو سمجھتی ہیں بدتہذیب ہیں۔ اگر آپ ان سے جیلس ہوں تو کہیں گی تم برے ہو۔ اگر نہ ہو تو کہیں گی تمہیں مجھ سے محبت نہیں۔ آپ بولیں تو چاہیں گی آپ سنیں۔ آپ سنیں تو چاہ رہی ہوں گی آپ بولیں۔ چودھری صاحب کی خواہش تھی کہ وہ اپنے فلیٹ پر ہی ہمیں ساری دوبئی دکھا دیں بلکہ وہ تو دوسرے ممالک تک کی سیر ہمیں اپنے فلیٹ پر کروانے کے موڈ میں تھے۔

ان کے فلیٹ پر ہر وقت پی ٹی وی چلتا رہتا۔ اتنا کوئی بھی چلے تھکا تھکا تو لگے گا۔ پی ٹی وی کے بارے میں کہتے ہیں اسے آپ پوری فیملی کے ساتھ دیکھ سکتے ہیں۔ واقعی ساتھ فیملی ہو تو ہی بندہ پی ٹی وی دیکھ سکتا ہے۔ اکیلا بندہ تو بور ہو جاتا ہے۔ ملک صاحب نے لوکیشنز دیکھنے کی ضد کی تو وہ سچی مچی لوکیشنز دکھانے کا پروگرام بنانے لگے۔ ملک صاحب نے کہا "لوکیشنز ایسی ہوں کہ میں انہیں اپنی سیریل میں کاسٹ کر سکوں۔" کہنے لگے وہ جگہ جہاں بندہ اپنی بیوی کے ساتھ نہ جا سکے وہ بُری ہوتی ہے اور جس جگہ بندہ کسی کی بیوی کے ساتھ بھی نہ جا سکے وہ بہت ہی بری ہے۔ تمہیں ایسی جگہ لے جاتا ہوں۔ یہ ایک ہوٹل سا تھا جس میں مختلف ملکوں کے مجرے ہو رہے تھے۔ ثقافتی طوائفے اپنا اصل دکھا رہے تھے۔ پاکستانی مجرا کرنے والی لڑکیوں کو دیکھ کر لگتا تھا انہیں داد کی بجائے تسلی دینا چاہیے۔ یہاں آنے والوں کا تعلق مزدور طبقے سے ہوتا ہے۔ فائیو اسٹار ہوٹلوں کے مجروں کی بات ہی اور ہے۔ بندہ 50 درہم کی ٹکٹ لے کر اندر آتا ویسے بھی بہتر بہتر محسوس کر رہا ہوتا ہے۔ وہاں جو ڈرامہ ہو رہا ہوتا ہے آپ بھی اس کا حصہ ہوتے ہیں۔ امریکہ میں ایک ایسے ہی شو میں بندہ اپنی بیوی کے ساتھ گیا۔ ڈرامے کے پہلے ایکٹ کے بعد اسے باتھ روم جانے کی حاجت محسوس ہوئی۔ وہ جلدی سے اس کی تلاش میں نکل پڑا۔ اس نے چاروں طرف دیکھا۔ اسے باتھ روم نظر نہ آیا۔ پھر اسے ایک فوارا نظر آیا۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔ سو اس نے وہیں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ واپس آیا تو سیکنڈ ایکٹ ختم ہونے والا تھا۔ اس نے آ کر بیوی سے پوچھا "میں نے سیکنڈ ایکٹ میں کچھ مس تو نہیں کیا؟" بولی "مس کیا؟ سیکنڈ ایکٹ میں تو تم خود تھے۔"

ون اردو ڈاٹ کام

Scanned by iqbalmt

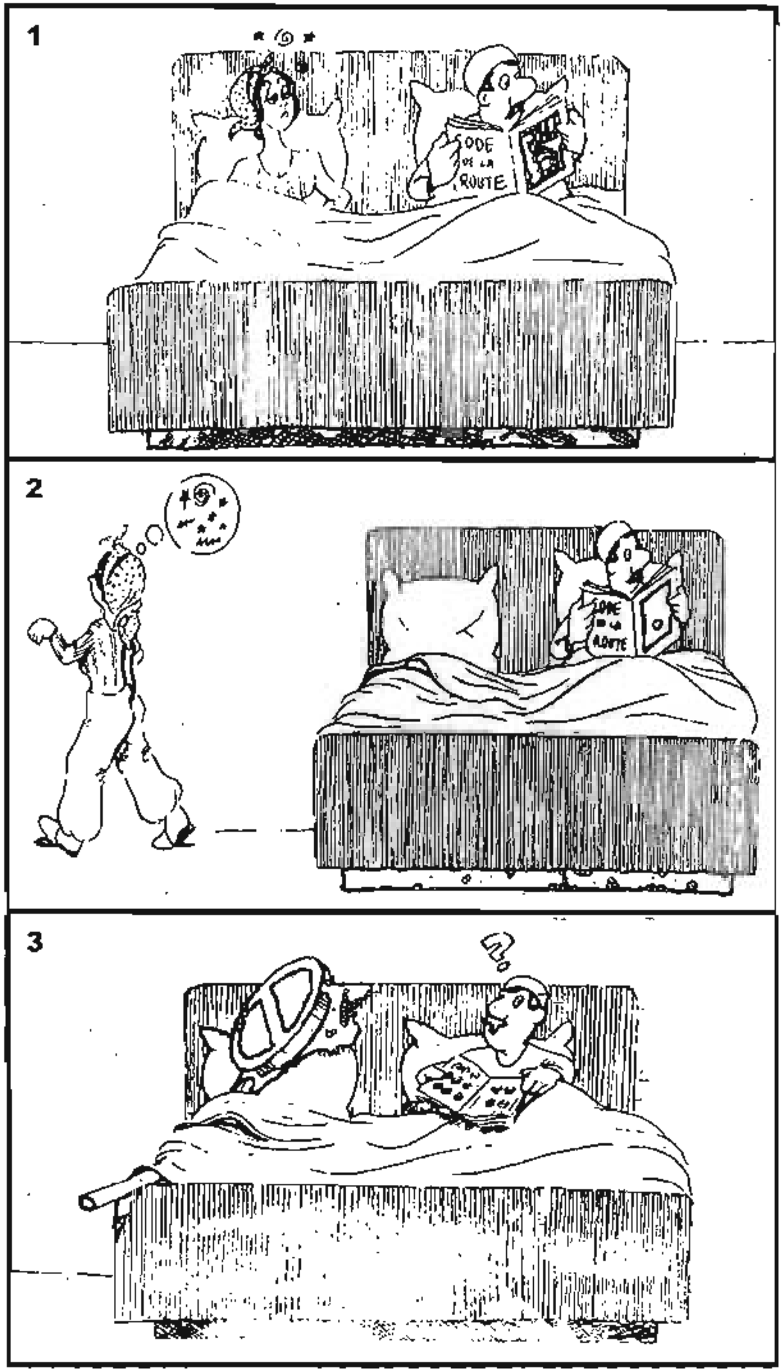

کاک ٹیل کلچر

چودھری صاحب نے جب بتایا کہ دوبئی کا کلچر کاک ٹیل کلچر ہے تو ملک زاہد صاحب دیر تک مرغے کی دم دیکھتے رہے اور پھر تھک کر بولے ”مجھے اس کلچر کی سمجھ نہیں آئی۔“ چودھری صاحب نے بتایا جیسے قوالی میں مختلف گانے والے یوں مل کر گاتے ہیں کہ پتہ نہیں چلتا سب سے برا کون گا رہا ہے اور مختلف شرابوں کو یوں ملائیں کہ پتہ نہ چل سکے سب سے بری کونسی تھی تو کاک ٹیل بنتی ہے۔ ایسے ہی یہاں مختلف کلچر مل کر ایک اور کلچر بنا ہے۔ یہاں ہر ملک کے لوگ ملیں گے مگر وہ ٹورسٹ نہیں لگتے البتہ عرب کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے وہ یہاں ٹورسٹ ہیں۔ آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا بچہ دنیا بھر کے بچوں کے ساتھ پڑھ رہا ہو تو اپنے بچے کو دوبئی میں داخل کروادیں۔ جیسے ہر بچے کا ایک باپ ہوتا ہے ایسے ہی ہر ملک کا باپ ہوتا ہے جیسے واشنگٹن نے مارتھا کرٹسی سے شادی کی اور امریکہ کا باپ بن گیا ویسے کسی ملک کا باپ بننے کے لیے شادی شدہ ہونا ضروری نہیں۔ ابودوبئی شیخ رشید بن سعید المختوم ہیں۔ 1929ء میں

ون اردو ڈاٹ کام

Scanned by iqbalmt

دوبئی میں بیروزگاری، بے کار کشتیاں اور بینک کرپٹ ہوتے تھے اب یہ دنیا کا امیر ترین شہر ہے۔

☆☆☆☆

وہاں کے پٹھانوں نے بتایا کہ ہم نے دوبئی اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ پہلے تو یہ ریت اور پانی کا کچا گروندا تھا۔ ہمیں یہ بات جس پٹھان نے بتائی اس نے کہا جو ہماری بات نہ مانے ہم اسے پیٹ بھی دیتے ہیں۔ اگرچہ یہاں کوئی کسی کو پیٹ دے تو اسے واپس وطن بھجوا دیا جاتا ہے اور میرا وطن جانے کو بڑا دل کرتا ہے۔ ان پٹھانوں نے وہ کام کیا کہ یقین نہیں آتا۔ جیسے کینیڈا کی ایک کمپنی کو لکڑہارا چاہیے تھا۔ کمپنی نے اشتہار دیا ایک کمزور سا بندہ آیا۔ کمپنی کے مالک نے اسے دیکھا اور کہا ''تم جاؤ؟'' اس نے کہا ''مجھے اپنا کام دکھانے کا موقع تو دیں۔'' مالک نے کہا ''جاؤ وہ سامنے جو بڑا درخت ہے اسے کاٹ دو۔ کمزور سا بندہ درخت کی طرف گیا چند منٹ بعد آیا اور کہنے لگا ''میں نے وہ درخت کاٹ دیا ہے۔'' کمپنی کا مالک حیران ہوا اور بولا ''تم نے درخت کاٹنے کی ٹریننگ کہاں سے لی؟'' بولا ''صحارا جنگل سے۔'' کمپنی کا مالک بولا ''صحارا جنگل... تمہارا اشارہ صحارا صحرا کی طرف ہے؟'' کمزور سا شخص ہنستے ہوئے بولا ''ہاں آج کل وہ اسے اسی نام سے پکارتے ہیں۔''

☆☆☆☆

ون اردو ڈاٹ کام

دوبئی آئے دوسرا دن تھا۔ زاہد ملک صاحب کئی ہیروئینوں کے آڈیشن لے چکے تھے اور جتنی وہ سلیکٹ کر چکے تھے اس سے لگ رہا تھا سیریل میں مردوں کے کردار بھی لڑکیوں سے کروائیں گے۔ شام کو جس سڑک پر کھڑے ہو جاتے ہرگزرنے والی لڑکی پر سیریل بنانے کا فیصلہ کر دیتے۔ ان کے فیصلے حکومتی فیصلے ہی ہوتے ہیں یعنی ان پر عمل کرنا چنداں ضروری نہیں ہوتا۔ شارجہ میوزیم دیکھنے گئے آ کر کہا میوزیم اچھا ہے اگر دوبئی میں ہوتا تو اور اچھا ہوتا۔ اتنا جدید میوزیم ہے کہ پرانی چیزیں بھی نئی لگتی ہیں۔ سردار جی آپ کو دنیا کے ہر کونے میں مل جائیں گے جس پر ایک سردار نے برا مناتے ہوئے کہا ''ہم دنیا کے کونوں میں ہی نہیں رہتے۔ دنیا کی کھلی جگہوں پر بھی ملتے ہیں''۔ سکھ اور بچے دنیا میں ہر جگہ ایک جیسے ہی ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں ایک سردار جی نے فوجی مشقوں کے دوران پیراشوٹ کے ذریعے چھلانگ لگائی جو اس وقت دو ہزار فٹ کی بلندی پر اُڑ رہا تھا۔ جب وہ ایک ہزار فٹ تک پہنچے تو انہوں نے سوچا کہ ابھی زمین کافی دور ہے جب سو فٹ پر پہنچے تو یہ خیال کرتے ہوئے پیراشوٹ نہ کھولا کہ کھولے کھولتے دس فٹ تک آ جاتا ہے۔ اب دس فٹ کے لیے کیا کھولنا اتنی بلندی سے تو وہ بچپن میں بھی کئی بار کود چکے ہیں۔

Scanned by iqbalmt

شاپنگ کیپٹل

امریکہ میں بے وقوف تلاش کرنے ہوں تو دیکھیں لاٹری کی ٹکٹ کہاں فروخت ہو رہی ہے۔ پاکستان میں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ گم ہی نہیں ہو سکتے جو اپنے آپ کو تلاش کرنا پڑے۔ البتہ دوبئی میں بندہ گم ہو جاتا ہے۔ شاپنگ پلازوں میں بیوی ساتھ ہو تو گم سم ہو جاتا ہے۔ وہاں اتنے اتنے بڑے شاپنگ سنٹر ہیں کہ سٹی سنٹر کو تو آپ وہاں کی شاپنگ یونیورسٹی کہہ سکتے ہیں۔ Dubai دراصل Do-Buy ہے جس نے پیرس جا کے محبت نہیں کی۔ اس نے کبھی محبت نہیں کی اور جس عورت نے دوبئی جا کے بھی شاپنگ نہیں کی یا تو وہ عورت ہی نہیں یا پھر وہ جھوٹ بولتی ہے۔ وہ دوبئی گئی ہی نہیں۔

ون اردو ڈاٹ کام

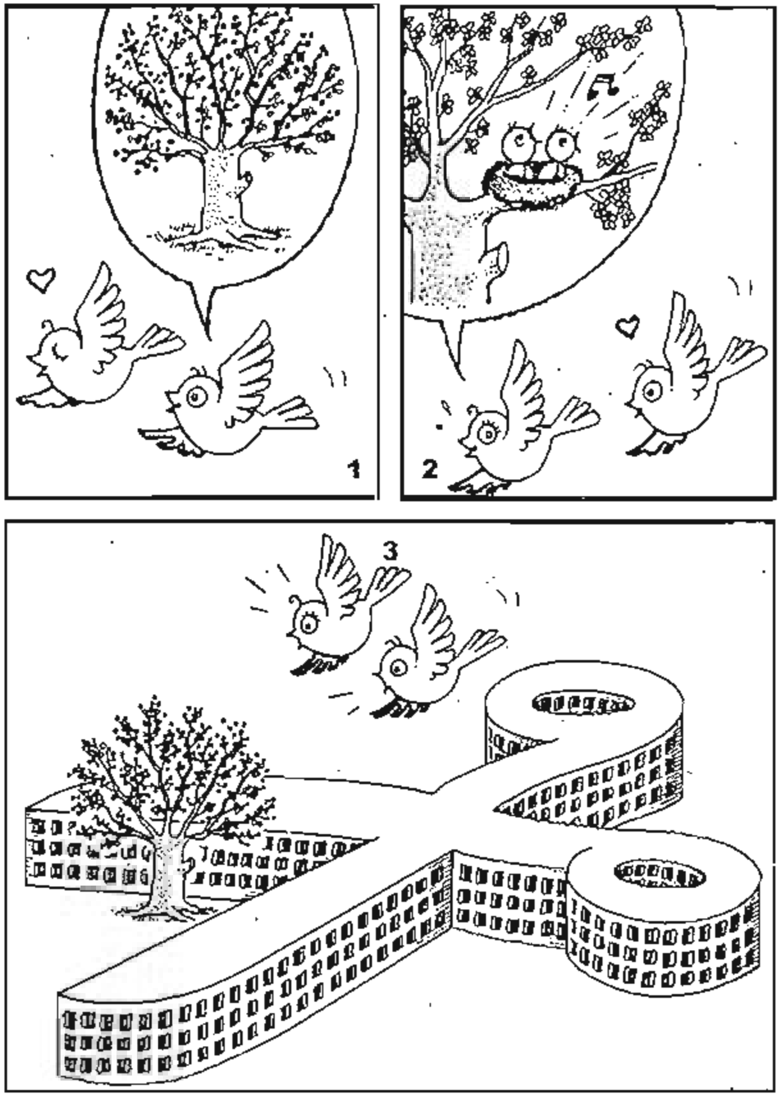

مارکو پولو نے چین کا سفرنامہ لکھا۔ اس نے دیوار چین کا ذکر نہیں کیا تو نقادوں نے کہنا شروع کر دیا مارکو پولو چین گیا ہی نہیں۔ اس نے دیوار چین کیا نہیں دیکھی تو چین کہاں دیکھا ہوگا۔ جیسے کسی زمانے میں پنجابی فلم دیکھتے تو فلم بعد میں نظر آتی اداکارہ

Scanned by iqbalmt

انجمن پہلے نظر آتی۔ ایسے ہی چین کو دیکھو تو سب سے پہلے دیوارِ چین نظر آتی ہے۔ اسی طرح جس نے دوبئی آ کر شاپنگ کا ذکر نہیں کیا اس پر شک ہونے لگتا ہے کہ وہ دوبئی گیا بھی ہے یا نہیں۔

وہاں اتنے بڑے بڑے شاپنگ سنٹر ہیں کہ سٹی سنٹر کو تو آپ شاپنگ یونیورسٹی کہہ سکتے ہیں۔ وہاں کا آپ ویسے ہی ایک چکر لگالیں تو جاگنگ کی ضرورت نہیں رہتی۔ مہینے میں پتلے ہو جائیں گے۔ البتہ بیوی ساتھ ہو تو ایک ہی چکر میں پتلے ہو سکتے ہیں۔

☆☆☆☆

سٹی سنٹر پورا شی ہے۔ کئی ٹی وی پروگرام تو وہاں شاپنگ کرنے والوں کی تو منتیں پوچھنے پر بن رہے ہیں۔ زاہد ملک صاحب نے بتایا ''میں تو عورت مرد کو گزرتے دیکھ کر بتا سکتا ہوں دونوں میں کیا رشتہ ہے؟ اگر وہ دونوں خوش ہو کر ایک دوسرے سے باتیں کر رہے ہیں تو مطلب وہ شادی شدہ نہیں۔ شادی شدہ مرد دوسروں سے باتیں کر کے زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ ایک 8 سالہ بچے سے پوچھا گیا ''بتاؤ کیسے پتہ چلے گا فلاں میاں بیوی ہیں کہ نہیں؟'' بولا ''بہت آسان ہے اگر وہ دونوں ایک ہی بچے پر چلا رہے ہوں تو مطلب ہے کہ وہ میاں بیوی ہیں۔''

سیانوں نے بتایا ہے عورت مرد زیادہ پاس پاس ہوں تو ان کی شادی کو چند ماہ ہوئے ہیں یا کئی ماہ بعد چندہ ماہ ہوں گے۔ زیادہ شادی شدہ حضرات بیوی سے ''ایٹ این آرمز لینتھ'' پر ہی رہتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے کسی کو اتنے فاصلے سے تھپڑ کھاتے نہیں دیکھا' گالی کی اور بات ہے۔ ہمارے ہاں گالی سے ہی تو بندے کا پتہ چلتا ہے جو پنجابی میں گالی دے اسے 'غیر مہذب' جو اردو میں دے اسے بدتمیز کہا جاتا ہے۔ البتہ جو انگریزی میں گالی دے سکے اسے ہم کلچرڈ کہتے ہیں' جو عربی میں گالی دے اسے عالم دین' جو فارسی میں یہ کرے اسے شیعہ سمجھتے ہیں لیکن گالی ایسی چیز ہے آپ کو گیت سمجھ نہ آئے تو مزا آدھا رہ جاتا ہے۔ گالی سمجھ نہ بھی آئے پھر بھی وہ گالی ہی کی طرح بُری لگتی ہے۔ ویک اینڈ کو سٹرانگ اینڈ بنانے کے لیے سٹی سنٹر کنوارے آتے ہیں جبکہ شادی شدہ ویک اینڈ پر اور ویک ہو کر جاتے ہیں۔ کہتے ہیں ایک مرد خاتون کے ساتھ فر کے کوٹوں والی دکان پر آیا اور کہا ''دکان میں جو سب سے بہتر ہے وہ دکھا دو۔'' خاتون نے ایک فر کا کوٹ پسند کیا تو دکاندار نے مرد کو سرگوشی کرتے ہوئے کہا ''سر یہ بہت مہنگا ہے یہ 65ہزار ڈالر کا ہے۔'' مرد نے کہا ''نو پرابلم میں آپ کو چیک دے دیتا ہوں۔'' دکاندار نے کہا ''آج ہفتہ ہے آپ سوموار کو آ جائیں چیک کیش ہو گیا تو آپ آ کر اس فر کے کوٹ کو لے جایئے گا''۔ وہ مرد اور عورت چلے گئے۔ سوموار کو وہ بندہ واپس آیا تو اسے دیکھتے ہی سٹور کا مالک چلایا ''تم میں ہمت کیسے ہوئی مجھے دوبارہ شکل دکھانے کی۔ تمہارے اکاؤنٹ میں تو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں۔'' وہ بولا ''میں تو یہ شکریہ ادا کرنے آیا ہوں کہ مجھے آپ کی وجہ سے اپنی زندگی کا حسین ترین ویک اینڈ نصیب ہوا۔''

☆☆☆☆

پیرس وہ شہر ہے جس میں داخل ہوتے ہی ہر امریکی خود کو موٹا محسوس کرتا ہے۔ دوبئی جا کر ہر پاکستانی اپنی جیب کو بھاری محسوس کرنے لگتا ہے بشرطیکہ وہ وہاں

ون اردو ڈاٹ کام

Scanned by iqbalmt

جاب کرنے آیا ہو! اپنی ''جاب'' کو یہاں شاپنگ کروانے نہ لایا ہو۔ سڑکیں ایسی ہیں کہ بہت چلنے کے بعد بھی پاؤں بھاری نہیں ہوتے یہ ایک لڑکی نے بتایا۔ بازاروں اور خواتین میں ہمیں پہلے انارکلی پسند تھی۔ لیکن یہ دوبئی آنے سے پہلے کی بات ہے۔ زاہد ملک صاحب نے کہا ''یہاں جوتے سو سو درہم کے ہیں''۔ پوچھا ''یہ جوتے کتنے روپوں میں پڑے اور انارکلی میں ایسے جوتے کتنے میں پڑتے ہیں؟'' بولا ''یہاں کا تو پتہ نہیں وہاں زور سے پڑتے ہیں۔''

سٹی سنٹر دوبئی میں بندے کے گم ہونے کے اتنے ہی زیادہ چانسز ہیں جتنی وہاں خواتین ہیں۔ ایک سروے کے مطابق وہاں زیادہ تر خاوند گم ہوتے ہیں۔ ان میں بیشتر اس وقت گم ہوتے ہیں جب ان کی بیویاں کوئی مہنگی چیز خریدتے ہوئے مُڑ کر ان کو دیکھتی ہیں۔ البتہ بیوی کھو جائے تو خاوند اسے پرفیوم اور کاسمیٹک کی شاپس پر حسین لڑکیوں میں ڈھونڈتے ہیں۔ وہاں ایک مرد خوبصورت لڑکی کے پاس گیا اور بولا ''میری بیوی گم ہوگئی ہے کیا آپ چند منٹ کے لیے مجھ سے بات کرسکتی ہیں؟'' وہ حیرانی سے بولی ''کیوں؟'' کہا ''چونکہ جب میں کسی حسین سے گفتگو کرنے لگتا ہوں میری بیوی اچانک ظاہر ہو جاتی ہے۔''

☆☆☆☆

شاپنگ فیسٹول' اس شاپنگ یونیورسٹی میں آنے والوں کے امتحان کے دن ہوتے ہیں۔ دوبئی شاپنگ فیسٹول کی 20 لاکھ پھولوں سے سجاوٹ کی جاتی ہے۔ مڈل ایسٹ کا یہ شاپنگ کیپٹل ہے۔ ان دنوں تو پاکستان بھارت کا کیپٹل بھی وہیں منتقل ہونے لگتا ہے۔ کہتے ہیں روٹی کی قیمت وہاں جتنی 20 سال پہلے تھی آج بھی اتنی ہی ہے۔ کوئی خریدتا تو شاید بڑھ جاتی۔ کشتی کے ذریعے سمندر پار کرنے کا کرایہ آج بھی

بیس سال پہلے جتنا ہے۔ دو نمبر چیزیں یہاں بیچنا ممکن ہی نہیں۔ حکومت کو کئی سال بعد پتہ چلے کہ فلاں شخص نے برسوں قبل دو نمبر چیز بیچی تھی تو حکومت اُسے دھر لیتی ہے۔

کسی چیز کی مارکیٹنگ کا مطلب ہے آپ دوسرے کو وہ چیز بیچ دیں جس کی اسے ضرورت نہیں۔ دوبئی میں ایسی مارکیٹنگ ہے کہ وہ مسیح کو مُصلا اور سکھ کو شیونگ کٹ تک بیچ دیتے ہیں۔ ایسی فوڈ کمرشلز کہ انہیں دیکھ کر ہی بندے کا وزن بڑھ جاتا ہے۔

گوشت کی دکان پر لکھا تھا: Pleased to meat you!

ایڈ دو قسم کے ہوتے ہیں۔

A-ADS

B-ADS

کچھ ایڈ دیکھ کر لگتا ہے انہیں اس پراڈکٹ کی مخالف کمپنی نے بنایا ہے۔ زاہد ملک صاحب نے بتایا ''یہاں ہر چیز ملتی ہے یہاں تک کہ ہم بھی ملتے ہیں۔'' لیکن اس کے باوجود کچھ چیزیں یہاں نہیں ملتیں جن کی ہم نے لسٹ بنائی ہے۔

1- واٹر پروف ٹاول

2- واٹر پاؤڈر

3- واٹر پروف ٹی بیگس

شاپنگ کرنے کے تین ہی اصول ہیں جن میں پہلا اصول یہ ہے کہ شاپنگ کے لیے ساتھ بیوی کو نہ لے کر جائیں اور دوسرا اصول یہ ہے کہ شاپنگ کے لیے ساتھ خود کو لے کر نہ جائیں اور تیسرا اصول یہ ہے کہ پہلے دو اصولوں کو بیک وقت اپنائیں۔

شاپنگ کے دوران بے وقوفی دو قسم کی ہوتی ہے۔

1- یہ کہنا کہ یہ چیز نئی ہے اس لیے اچھی ہے۔

2- یا یہ کہنا کہ یہ چیز پرانی ہے اس لیے بہتر ہے۔

Scanned by iqbalmt

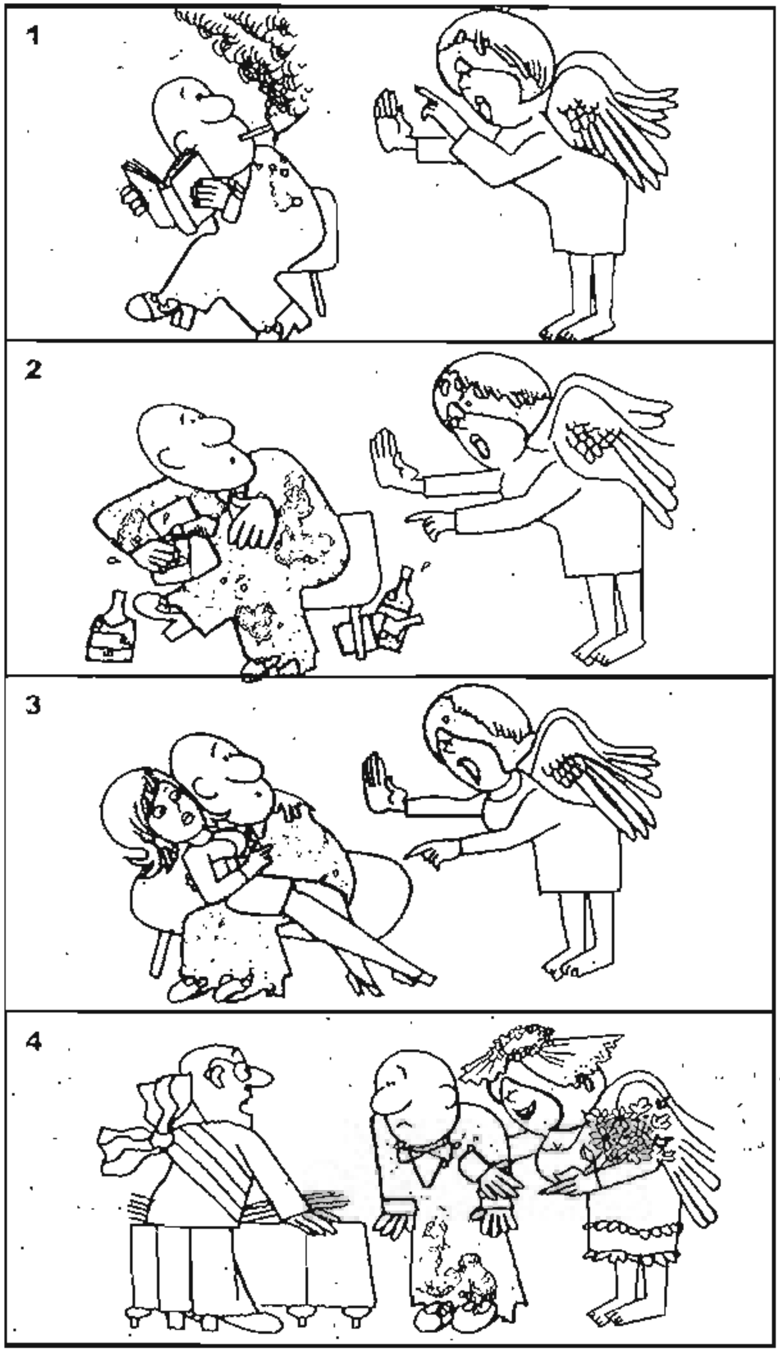

درہم برہم

ون اردو ڈاٹ کام

ہم چودھری صاحب کے فلیٹ سے ساری رات تھک ہار کر کچھ آرام کے لیے یوں باہر نکلتے جیسے لاہور کے ایک معروف صحافی سارا دن آواری ہوٹل میں بیٹھے رہنے کے بعد کھانا کھانے باہر نکلتے تھے۔ دنیا کے ہر ملک کے مرد میں یہ باتیں ملتی جلتی ہیں وہ دولت کمانے کے لیے صحت کا خیال نہیں رکھتے اور پھر وہ رقم صحت کو دوبارہ بہتر بنانے پر لگا دیتے ہیں۔ دوبئ روزگار کے لیے آنے والے پاکستانی بھی اپنے مستقبل کے بارے میں یوں سوچتے ہیں کہ اپنا حال بھول جاتے ہیں۔ یوں مستقبل کے رہتے ہیں نہ حال کے لیکن چودھری صاحب جیسے لوگ جن کا بزنس دن دوگنی "رات چوگنی" ترقی کر رہا ہے وہ یوں زندہ رہتے ہیں جیسے کبھی نہیں مریں گے اور یوں مرتے ہیں جیسے پھر زندہ نہ ہوں گے۔ وہاں بھارتی، درہم میں کماتے ہیں اور روپوں میں خرچتے ہیں لیکن پاکستانی، درہم میں کماتے ہیں مگر ڈالر میں خرچتے ہیں۔ چودھری صاحب حساب لگا کے بتا رہے تھے پچھلے سال انہوں نے روس کی جو مالی امداد کی وہ اس سے "تین گناہ"

Scanned by iqbalmt

زیادہ تھی جتنی کسی اور ملک کی کی ہوگی ہم گواہ تھے ان کے ہاں رات کو آنے والی ہر چار حسیناؤں میں سے تین روسی ہوتی تھیں۔

درہم وہاں کا سکہ ہے جسے ڈالر بھی برہم نہیں کر سکا لیکن اپنی بیویوں کے ساتھ وہاں شاپنگ پر جانے والے کو یہ درہم برہم کر دیتا ہے۔ اس سے قبل ہم جب دوبئی آئے تو وہاں ہوٹل میں ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا اور اس شرمندگی کی وجہ سے وہ کسی سے نظر نہیں ملا رہا تھا۔ ایک دن وہ لابی میں پریشان پھر رہا تھا۔ پوچھا تو بولا ''مجھے لگتا ہے میری بیوی اغوا ہوگئی ہے۔ اسے اب تک آ جانا چاہیے تھا۔ صبح کی نکلی ہے یا پھر اس کا کوئی سیریس ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے۔ ورنہ مجھے اطلاع تو دیتی۔'' عرض کیا ''ہوسکتا ہے وہ ابھی تک شاپنگ کر رہی ہو؟'' گھبرا کر بولا ''خدا کرے ایسا نہ ہو۔''

☆☆☆☆

متحدہ عرب امارات میں امارت دیکھ کر لگتا ہے اس کا نام یہی ہونا چاہیے تھا۔ جرائم وہاں 15 فیصد ہیں اتنے کم جرائم کی موجودگی میں سمجھ نہیں آتی وہاں کی پولیس کا گزارا کیسے ہوتا ہے۔ یہاں قانون بہت سخت ہے کیونکہ قانون پر عمل کرانے والے سخت ہیں۔ حادثے ہوتے ہی پولیس یوں پہنچتی ہے کہ ہمیں لگا جیسے انہیں جس

ون اردو ڈاٹ کام

ڈرائیور پر شک ہوتا ہے کہ وہ ٹکر مارے گا پہلے سے ہی اس کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ وہاں کہتے ہیں سیٹ بیلٹ غیر آرام دہ سہی مگر سٹریچر سے زیادہ نہیں۔ ہمارے ہاں بھی ریلوے کراسنگ کے پھاٹک پر ایک محتاط ڈرائیور ایک منٹ کے لیے رک جاتا ہے جبکہ غیر محتاط ڈرائیور ہمیشہ کے لیے۔

☆☆☆☆

دوبئی اور امریکہ میں ڈرائیونگ لائسنس کسی ایوارڈ لینے سے کم نہیں۔ وہ دوسرے ملک کی ڈاکٹری کا لائسنس مان لیں گے۔ میرج لائسنس قبول کر لیں گے مگر ڈرائیونگ لائسنس اپنا ہی مانیں گے جتنی مشکل اور محنت سے وہاں ڈرائیونگ لائسنس ملتا ہے اتنی محنت سے آپ پاکستان میں ایس پی ٹریفک لگ سکتے ہیں۔ کہتے ہیں دوبئی میں ڈرائیونگ لائسنس آدھی شہریت ہے جس کے پاس یہ ہوگا وہ یہاں بیروزگار نہیں ہوگا۔ دوبئی میں نئی گاڑی لینا کوئی کمال نہیں ہے ڈرائیونگ لائسنس لینا ہے۔

☆☆☆☆

Scanned by iqbalmt

زاہد ملک صاحب نے کہا ''میں اتنا اچھا ڈرائیور ہوں کہ بیوی ساتھ بیٹھی ہو تو بھی ڈرائیونگ کرسکتا ہوں۔'' زاہد ملک صاحب کی بیوی ڈانٹ رہی ہو تو ملک صاحب اس کی ہر بات پر بول رہے ہوتے ہیں۔ ہم نے ایک بار اس کی وجہ پوچھی، کہنے لگے ''اگر نہ بولوں تو بلاوجہ ڈانٹتی ہے اور اس کا بلاوجہ ڈانٹنا مجھے بہت بُرا لگتا ہے اس وجہ سے کئی بار میرا چالان ہوا۔ ایک دفعہ موٹروے سے اسلام آباد جا رہے تھے۔ پانچ منٹ سے زیادہ ہم لڑے بغیر بیٹھ ہی نہیں سکتے۔ جوں جوں گفتگو میں تیزی آئی گاڑی کی رفتار تیز ہوتی گئی تو موٹروے پولیس نے روک لیا۔ کانسٹیبل نے کہا ''آپ کو خیال ہے کہ آپ اوور سپیڈنگ کر رہے ہیں؟'' میں نے کہا ''نہیں میں ایسا نہیں کر رہا۔'' بیوی بولی ''تم ایسا کر رہے تھے۔ تم سپیڈ لمٹ سے 20 میل اوپر جا رہے تھے۔'' میں نے غصے سے کہا ''تم بکواس بند کرو۔'' کانسٹیبل نے کہا ''آپ نے سیٹ بیلٹ بھی نہیں پہنی ہوئی۔'' میں نے کہا ''وہ دراصل ابھی جیب سے والٹ نکالنے کے لیے اتاری تھی۔'' بیوی بولی ''نہیں بالکل نہیں تم نے تو پہنی ہی نہیں تھی۔'' میں نے بیوی سے کہا ''پلیز تم بکواس بند کرو۔'' کانسٹیبل بولا ''محترمہ کیا یہ آپ کے ساتھ ہمیشہ ہی ایسے بات کرتے ہیں؟'' تو وہ بولی ''نہیں صرف تب جب انہوں نے پی ہو۔''

☆☆☆☆

چودھری صاحب نے بتایا دوبئی میں شراب نوشی کی حالت میں ڈرائیونگ اس لیے منع ہے کیونکہ اس طرح حادثے ہونے کی حالت میں سارا نشہ ہرن ہو جاتا

ہے۔ ویسے یہ نشہ ہرن کیوں ہوتا ہے۔ بارہ سنگھا کیوں نہیں ہوتا۔ کوئی سردار ہی بتا سکتا ہے۔ روس میں واڈکا پی کر کار چلانے والے کو پولیس نے پکڑ لیا کہ یہ کار ہے کوئی حکومت نہیں جو واڈکا پی کر چلا رہے ہو۔ پاکستان میں ایک شرابی سے کانسٹیبل نے کہا ''تم نے پی ہے اس لیے ڈرائیونگ نہیں کر سکتے۔'' اس پر شرابی نے کہا ''تمہارا کیا خیال ہے اس حالت میں پیدل گھر جا سکتا ہوں۔'' ہوسکتا ہے پینے پر پابندی کی وجہ سے لوگ اسے کھانے کا سوچنے لگیں۔

دوبئی میں ہمیں یہ حیرت ہوئی کہ وہاں جتنے پولیس والے نظر آئے انہیں اردو سمجھ آتی تھی۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ جن سے انہیں ڈیل کرنا ہے وہ اردو بولنے والے ہی تو ہوتے ہیں۔ دوبئی میں جسے اردو نہ آئے اسے فارنر سمجھا جاتا ہے۔

چودھری صاحب وہاں اتنے عرصے سے رہ رہے ہیں کہ وہ خود کو بدّو سمجھنے لگے ہیں۔ اس لیے گاڑی یوں چلاتے ہیں جیسے اونٹ۔ ایک شُرطے نے ایک دن گاڑی روک لی۔ وہ بولے جا رہا تھا چودھری صاحب چپ۔ ہم نے کہا چودھری صاحب آپ کو عربی آتی ہے پھر بول کیوں نہیں رہے؟ فرمایا ''اسی لیے تو بول نہیں رہا۔'' چودھری صاحب نے بتایا دوسرے سے کبھی اس زبان میں بات نہ کرو جو اُسے آتی ہو۔ ہماری اردو میں بھی قول و فعل کے اتنے تضادات ہیں کہ فعل مستقبل کے ساتھ قول ماضی لگا دیتے ہیں۔ پروفیسر سلیم صاحب لکھتے ہیں ایک روز ان کے بچے نے قاری کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دعا دکھائی جس میں رب زدنی علماء کا ترجمہ تھا ''اے اللہ میرے علم میں عضافہ فرما۔'' میں عضافہ پڑھ کر حیران رہ گیا اور قاری صاحب سے شکایت کرنے ان کے مدرسے گیا۔ وہاں مدرسے کے باہر پانی کے نل پر ایک نوٹس آویزاں تھا ''یہاں کپڑے دھونے کی عجازت نہیں، حکم اودلی کرنے والے کو جرمانہ ہوگا۔''

Scanned by iqbalmt

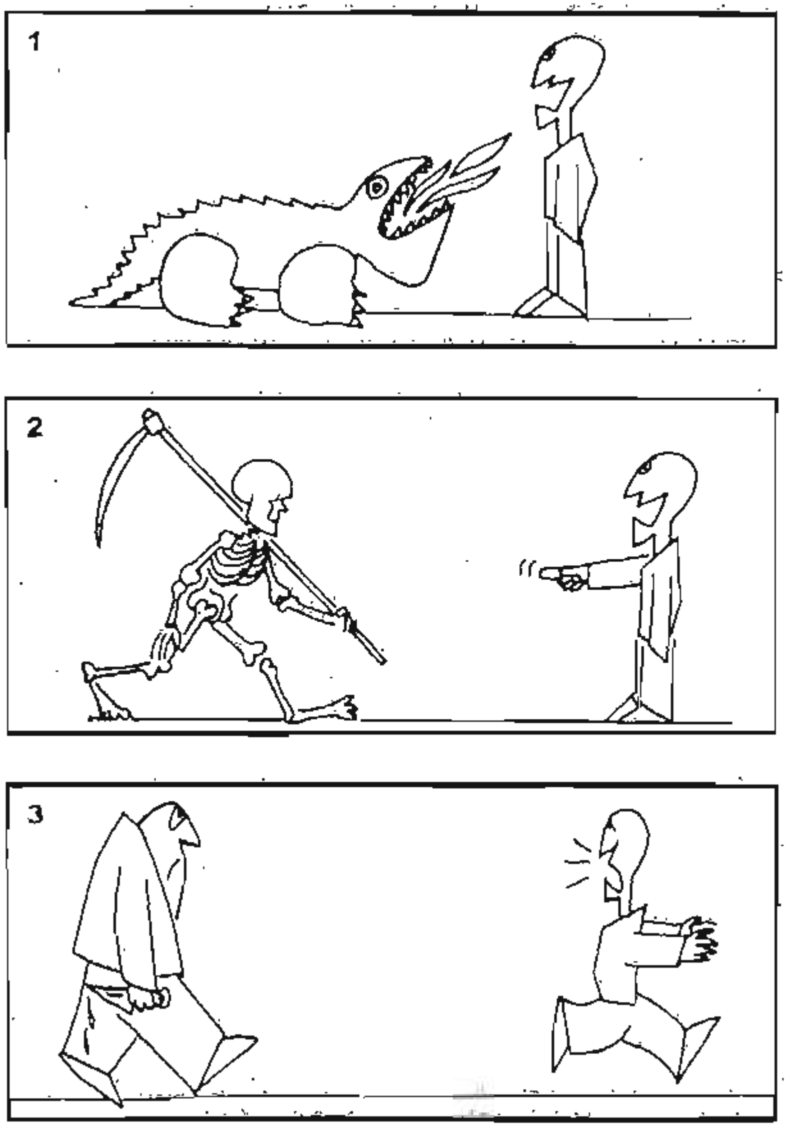

ون اردو ڈاٹ کام

دُو بدّو

یو اے ای نقشے پر ایسے لگتا ہے جیسے کسی بچے نے کیک کھاتے کھاتے پلیٹ میں رکھ دیا ہو ہر زبان میں شیکسپیئر نہیں ہوتا ایسے ہی دنیا میں دوبئی ایک ہی ہے۔ وہاں آپ جو دیکھنے کو ترس جاتے ہیں وہ بدّو ہیں۔ یہاں کوئی مقامی باشندہ کہیں نظر آ جائے تو یہ پتہ چلتا ہے باشندے کے لیے لفظ باسی کیوں استعمال ہوتا ہے مگر ان کے ساتھ ہمیشہ تازہ ''مال'' ہوتا ہے۔ شیخوں کے پاس اللہ اور تیل کا دیا سب کچھ ہے۔ ایک شیخ کی بیوی نے بتایا کہ میرے میاں نے تو جانوروں کے گلے میں بھی ہیرے ڈال رکھے ہیں۔ یہ بات زاہد ملک صاحب نے نہ سنی۔ وہ محترمہ کے گلے میں پڑے ہیرے دیکھ رہے تھے۔ دوبئی کے بادشاہ شیخ مکتوم کی اہلیہ محترمہ شیخہ بشریٰ محمد المکتوم مصورہ بھی ہیں۔ ان کی بنائی تصویریں کتنی قیمتی ہوں گی اس سے اندازہ لگا لیں انہوں نے حالیہ جو تصویر بنائی اس میں 45 ہیرے لگے ہیں۔

☆☆☆☆

Scanned by iqbalmt

بدّوں کے پاس بڑی بڑی قیمتی پینٹنگز ہیں جن خواتین کی یہ اتنی مہنگی پینٹنگز ہیں اتنی مہنگی تو وہ خواتین نہ ہوں گی۔ ایک شیخ نے بتایا ''میں پیرس گیا تو پتہ چلا مونا لیزا اتنی مشہور کیوں ہے؟ اس لیے کہ یہ وہاں واحد آرٹ کا نمونہ ہے جس نے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔'' پیرس جو جاتا ہے وہ ایفل ٹاور کے سامنے جا کھڑا ہوتا ہے۔ ہمارے زاہد ملک صاحب کے بقول ہمارے بجلی کے بڑے کھمبوں کو اور بڑا کر لیں تو ایفل ٹاور بن جائیں گے۔ ایفل ٹاور کے بعد ٹورسٹ مونا لیزا کی پینٹنگ کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں ایسے ایسے لوگ ایسے ایسے پوزوں میں کھڑے ہوتے ہیں کہ مونا لیزا انہیں دیکھ کر مسکرا رہی ہوتی ہے۔

☆☆☆☆

عرب ہر وقت ہاتھ میں تسبیح لیے رہتے ہیں ایسے ہی جیسے ہمارے ہاں کچھ لوگ چھڑی رکھتے ہیں۔ وہ عام حالات میں بھی یوں بولتے ہیں جیسے لڑ رہے ہوں۔ چودھری صاحب عربوں کے ساتھ عربی بولتے تو انہیں سمجھ نہ آتی پھر چودھری صاحب اردو میں سمجھاتے تو انہیں فوراً سمجھ آ جاتی۔ ڈالر کو وہاں وہی مقام حاصل ہے جو چھوٹی بیگم کو حاصل ہے۔ مقامی خواتین چل رہی ہوں تو لگتا ہے خیمے چل رہے ہیں۔ شاید اسی لیے خیمہ کے ساتھ زن کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ چودھری صاحب کے بقول جیسے

ہالینڈ کا ہر بادشاہ بشمول اپنے کتے کے صدر بش سے اچھی انگریزی بول سکتا ہے ایسے ہی یہاں کا بزنس مین عربی اپنے اونٹ سمیت محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ سے بہتر اردو بول سکتا ہے۔ قطر کی طرح دوبئی کے باسی بھی مہمانوں کو گھر نہیں لاتے۔ ایسے گھر تعمیر کرتے ہیں کہ لگتا ہے گھروں نے بھی حجاب کیے ہوئے ہیں۔ چودھری صاحب نے بتایا ''گھر اس لیے کسی مہمان کو نہیں بلاتے کہ عربوں کی روایت ہے مہمان جس چیز کی تعریف کرے یہ اسے وہ چیز تحفے میں دے دیتے ہیں۔ اگر کسی مہمان نے ان کی کسی بیوی کی تعریف کر دی تو....'' ویسے عرب بیوی کو خوبصورت بنانے کی نسبت خوبصورت کو بیوی بنانے کو ترجیح دیتے ہیں۔

☆☆☆☆

اردو فن ڈاٹ کام

علامہ مشرقی یوپی جیل سے آزاد ہو کر جب دہلی آئے تو بعض دوستوں کے مشورے سے قائداعظم چند رفقاء کے ساتھ اُن سے ملنے گئے۔ علامہ مشرقی ایک بہت بڑے خیمے میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اندر فرش پر معمولی دری بچھی ہوئی تھی جس پر کافی گرد تھی۔ خیمے میں کوئی کرسی نہ تھی' قائداعظم سفید چائنا سلک کا سوٹ پہنے تھے۔ وہ زمین پر بیٹھنے کے عادی نہ تھے۔ لیکن علامہ مشرقی سے مصافحہ کرنے کے بعد مجبوراً دری پر بیٹھ

Scanned by iqbalmt

گئے۔ بیٹھتے ہی قائداعظم نے جیب سے اپنا سگریٹ کیس نکالا اور سگریٹ علامہ مشرقی کو بھی پیش کیا۔ علامہ مشرقی نے سگریٹ لے کر قمیص کی جیب سے دو پیسے نکال کر قائداعظم کو دینے لگے۔ قائداعظم نے پوچھا ''یہ کیا ہے؟'' علامہ نے جواب دیا ''خاکسار کوئی چیز قیمت ادا کیے بغیر قبول نہیں کرتے۔'' یہ سن کر قائداعظم نے ہاتھ بڑھا کر اپنا سگریٹ واپس لے لیا اور کہنے لگے ''میرے سگریٹ کی قیمت دو پیسے سے بہت زیادہ ہے۔''

چودھری صاحب' ہمیں ایک بڑے شیخ سے ملانے لے کر گئے اور کہا ''ساتھ اپنی کوئی کتاب رکھ لو تا کہ پتہ چل سکے تم کتنے بڑے رائٹر ہو شکل سے تم بڑے لگتے نہیں۔'' شیخ صاحب کو میں نے محفل میں کتاب پیش کی۔ اس نے عربی میں پوچھا ''یہ اس نے لکھی ہے؟'' چودھری صاحب نے بتایا ''یہ بہت اچھا لکھتا ہے۔'' وہ بولا ''لکھائی سے مجھے بھی لگ رہا ہے۔'' پھر پوچھا ''اس کی قیمت کتنے درہم ہے؟'' زاہد ملک صاحب سوال سے پہلے ہی روپوں کے درہم بنا چکے تھے۔ انہوں نے شیخ کو قیمت بتائی۔ اس نے جیب سے سو درہم نکال کر ہمیں دیئے اور کتاب رکھ لی۔ ہم نے حیرانی سے دیکھا اور چودھری صاحب سے کہا ''یہ 100 درہم دے رہا ہے؟'' تو چودھری صاحب بولے ''رکھ لو شیخ بقایا نہیں لیتے۔''

☆☆☆☆

کہتے ہیں کھیوڑہ نمک کی کان انسانوں نے نہیں بکریوں نے دریافت کی تھی۔ سکندر مقدونی کی آمد سے قبل کا واقعہ ہے۔ ایک چرواہے نے یہاں بکریاں باندھیں۔ تو بکریوں نے پہاڑ چاٹنا شروع کر دیا۔ چرواہے نے کھوج لگایا تو پتہ چلا یہ نمک کا پہاڑ ہے۔ ایسے ہی کہتے ہیں یہاں کے صحرا ایک اونٹ نے دریافت کیے جو ایک اونٹنی کی تلاش میں یہاں آ نکلا اور پھر یہاں سے نہ نکلا۔

یہاں کی کیمل ریس بہت مشہور ہے۔ سنا ہے اس کے لیے پاکستان سے بچے اغواء کر کے لائے جاتے ہیں۔ ان چھوٹے بچوں کو اونٹوں پر باندھ کر اونٹ بھگائے جاتے ہیں۔ بچے ڈر سے چیختے ہیں جس سے اونٹ اور تیز بھاگتے ہیں جو بچہ نہ ڈرے اسے پھر اس ریس میں شامل نہیں کرتے۔

وہاں مراتھون ریس بھی ہوتی ہے۔ پتہ چلا مراتھون ریس میں صرف گھوڑے حصہ لے سکتے ہیں حالانکہ ہم نے تو عربوں کو اس میں حصہ لیتے دیکھا۔ لوکیشنز دیکھتے ہم شیخوں کے ویلاز میں گئے۔ اتنے بڑے ویلاز دیکھ کر زاہد ملک صاحب پریشان ہو گئے اور پوچھنے لگے ''اتنی بڑی جگہ میں ان کی بیویاں گم نہیں ہو جاتیں؟'' ایک گھوڑا دیکھ کر چودھری صاحب نے کہا ''یہ عربی گھوڑا ہے؟'' ہم نے پوچھا ''گھوڑا تو چپ ہے پھر آپ کو کیسے پتہ چلا کہ یہ عربی گھوڑا ہے ہو سکتا ہے یہ اردو گھوڑا ہو۔''

☆☆☆☆

ون اردو ڈاٹ کام

Scanned by iqbalmt

ہمارے ہاں سڑکوں پر زیبرہ کراسنگ ہے جہاں سے ہم نے کبھی زیبرے کراس کرتے نہیں دیکھے وہاں کیمل کراسنگ پر ہم نے کیمل کراس کرتے نہیں دیکھے جس سے اندازہ لگالیں وہاں بھی کتنی خواندگی ہے؟۔ امریکہ میں تو خواندگی کا یہ عالم ہے کہ ایک جگہ پر Deer Crossing Sign تھا۔ مقامی انتظامیہ کو ایک دیہاتی نے شکایت کی کہ وہاں بہت سے ہرن گزرتی گاڑیوں سے ٹکرا جاتے ہیں اس لیے وہاں سے یہ سائن ہٹا دیے جائیں تاکہ ہرن وہاں سے کراس نہ کریں۔

☆☆☆☆

دوبئی کی تاریخ آپ کو میوزیم میں ملے گی جس قوم کی تاریخ میوزیم میں ہو اس کا مستقبل کہاں ہوگا شاید کسی ڈسکو بار میں۔ جیسے امریکہ کی اپنی کوئی تاریخ نہیں ایسے ہی دوبئی کی تاریخ بھی اب Date بن گئی ہے۔ دوبئی کو خوبصورت بنانے کے لیے انہوں نے دنیا بھر کی خوبصورتیاں وہاں کی سڑکوں پر لا کے کھڑی کردی ہیں۔ جس پر زاہد ملک صاحب نے اعتراض کیا کہ سب خوبصورتیاں کھڑی نہیں ہیں کچھ بیٹھی ہوئی بھی نظر آتی ہیں۔ ایک زمانے میں وطنی پردیسی کا بڑا چکر ہوتا تھا۔ برسوں پہلے کی بات ہے ایک مقامی عربی نے ایک ہندوستانی کی گاڑی کو ٹکر ماردی۔ کیس عدالت میں گیا۔ وکیل نے کہا ''اس میں سارا قصور انڈین کا ہے۔'' عدالت نے وجہ پوچھی تو وہ بولا

''عربی تو اپنے ملک میں ہے اپنی سڑک پر جارہا تھا۔ انڈین بھارت سے آیا تو ٹکر ہوئی۔ اگر وہ نہ آتا تو حادثہ نہ ہوتا اس لیے حادثے کا ذمہ دار انڈین ہے'' لیکن اب پردیسی اتنے ہوگئے ہیں کہ وطنیوں کا دیس' پردیس لگتا ہے۔ نئی نئی چیزیں آگئی ہیں۔ جب یہاں نئے نئے امریکی ہوٹل کھلے تو دو مقامی عربی خواتین آئیں۔ انہوں نے مینو دیکھا اس میں ہاٹ ڈاگ لکھا تھا۔ حیرانی سے ایک دوسری سے پوچھنے لگیں ''ڈاگ تو حرام ہے یہاں یہ بھی بکتا ہے؟۔'' اِدھر اُدھر دیکھ کر سوچنے لگیں۔ ''چکھنے میں اس کا ذائقہ کیسا ہوگا؟۔'' انہوں نے اپنی بڑی سی گاڑی سائیڈ پر لگائی اور دو ہاٹ ڈاگ منگوائے۔ بیرہ جلدی سے لے آیا۔ بیک کر کے انہوں نے گاڑی میں بیٹھے بیٹھے ٹشو میں لپیٹے ہاٹ ڈاگ کھولے۔ ان میں سے ایک جو شادی شدہ تھی اس نے لمحہ بھر کے لیے دیکھا اور سرگوشی کے انداز میں دوسری سے کہنے لگی ''تمہیں ڈاگ کا کونسا پارٹ ملا؟''

ون اردو ڈاٹ کام

Scanned by iqbalmt

دامادِ روس

اتنے قریبی تعلقات روس' چین' فلپائن' جنوبی افریقہ اور انڈیا سے پچھلے دس سالوں میں ہماری حکومتوں نے نہیں بنائے جتنے قریبی تعلقات چودھری صاحب نے ان ملکوں سے استوار کر رکھے تھے۔ روس کے بارے میں تو وہ کہتے ہیں بیشتر مقامی باشندوں کی طرح میں بھی دامادِ روس ہوں۔ پاکستان میں رات دس بجے کے بعد لوگ اپنے بچوں کا پتہ کرتے ہیں کہ وہ کہاں ہیں۔ فرانس میں خاوند یہ پتہ کرتے ہیں کہ ان کی بیوی کہاں ہے۔ روس میں آپ دس بجے کے بعد یہ پتہ کرتے ہیں کہ آپ کہاں ہیں۔ پولینڈ میں اعلان ہو دس بجے ہیں تو یہ پتہ کرتے ہیں وقت کیا ہوا ہے؟۔ دوبئی میں رات دس بجے کے بعد مقامی خواتین پتہ کرتی ہیں ان کے خاوند کہاں ہیں؟

روسی حسیناؤں نے اتنی چھریاں یہاں کے مردوں کے دلوں پر نہیں چلائیں جتنی یہاں کی عورتوں کے دلوں پر چلائی ہیں۔ متحدہ عرب امارات میں گھروں میں امپورٹیڈ چیزیں رکھنے کا ایسا شوق ہوا کہ ایک دو امپورٹیڈ بیویاں بھی رکھنے لگے۔

ون اردو ڈاٹ کام

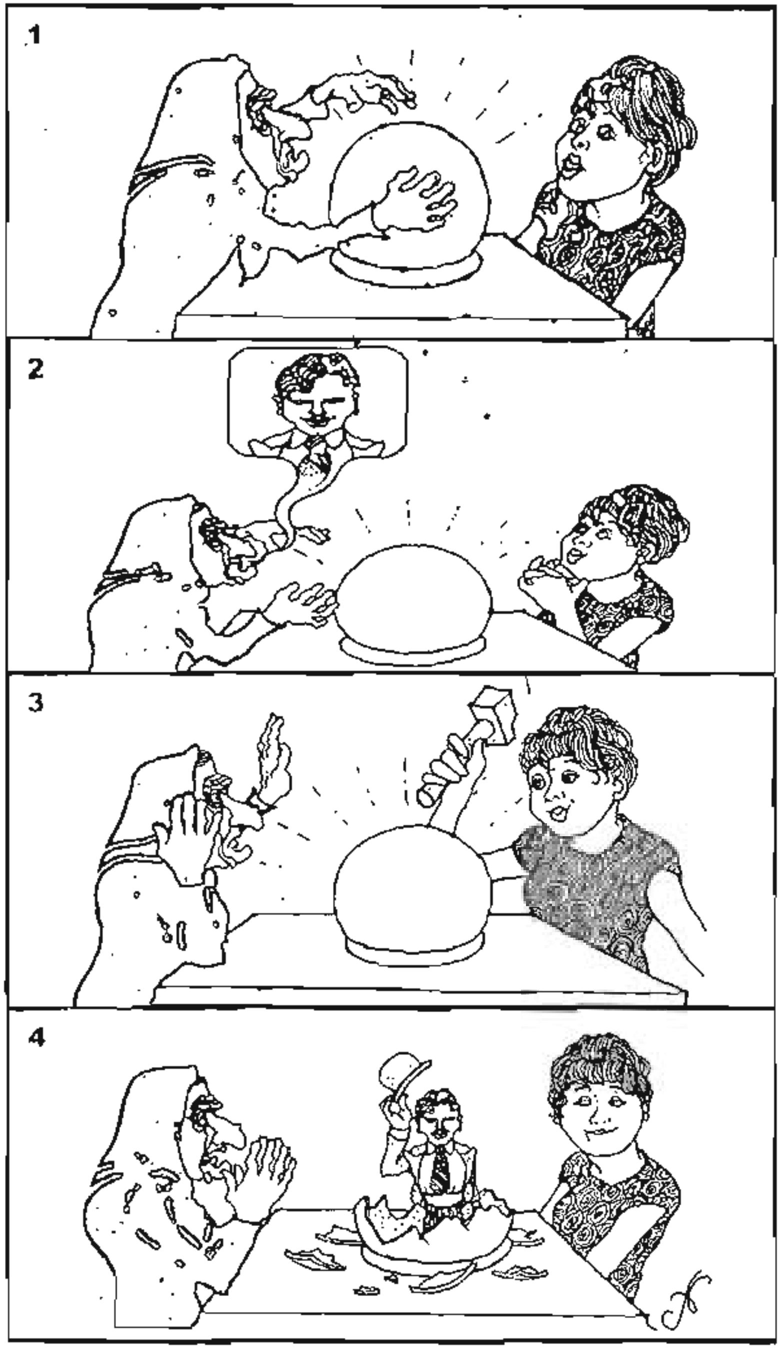

Scanned by iqbalmt

امپورٹیڈ اشیاء دیرپا ہوں تو ہوں امپورٹیڈ بیویاں زیادہ نہیں چلتیں۔ وہاں کے میرج فنڈ کے ڈائریکٹر نے بتایا مقامی لوگ اپنی قومیت کی لڑکیاں چھوڑ کر بیرونی لڑکیوں سے شادیاں کررہے ہیں اور مقامی لڑکیاں بن بیاہی رہ رہی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ وہاں شادی پر دلہن کے گھر والوں کو بہت پیسہ دینے کا رواج ہے یوں جتنے میں ایک مقامی پڑتی ہے امپورٹیڈ کئی آجاتی ہیں۔

☆☆☆☆

زمانہ ایسا بدلا ہے کہ روس جس کا ذکر روسیاہ میں تھا ایک صبح وہ روسیاہ ہوگیا۔ برطانیہ' امریکہ کی ایک ریاست بن گیا ہے۔ ایک زمانہ تھا تاج برطانیہ سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ برطانیہ کی حکومت مشرق پر تھی اور سورج مغرب میں غروب ہوتا ہے۔ ملکہ وکٹوریہ طویل ترین ملکہ ہوئی۔ 63 سال تک تخت پر بیٹھی رہی۔ اتنی دیر بندہ تخت پر ہی بیٹھ سکتا ہے بستر پر بیٹھنا پڑے تو انکار کردے۔ ملکہ فوت ہونے کے ساتھ ہی مرگئی۔ روس میں وہ زمانہ آیا ایک روسی حسینہ نے کہا ہمارے ہاں اتنی سردی اور مہنگائی ہوتی ہے کہ پچھلے برس رضائی لینے کے لیے پیسے اکٹھے نہ ہوئے تو ایک بوائے فرینڈ کے ساتھ سردیاں گزاریں۔ بوائے فرینڈ وہ رضائی ہوتی ہے جو خراٹے لیتی ہے۔ یہ لڑکیاں دوبئی میں ''مزدوری'' کرنے آنے لگیں۔ ایسی ہی ایک روسی لڑکی کو دوبئی کی ایک فرم نے سیکرٹری رکھا۔ منیجر نے لڑکی

سے کہا ''آپ کو فی الحال سو ڈالر مہینہ دیں گے اگر باس خوش ہوگئے تو دو سو ڈالر بھی کرسکتے ہیں۔'' وہ بولی ''اس کے میں 300 ڈالر لیتی ہوں۔''

☆☆☆☆

زاہد ملک صاحب نے اپنی سیریل کے لیے تیس ہیروئنیں سلیکٹ کیں۔ کہنے لگے ''ان سے کم میں سلیکٹ کرہی نہیں سکتا۔'' عرض کیا ''ہمیں تو سیریل کے لیے صرف ایک ایکٹرس چاہیے۔'' بولے ''ان تیس میں ایک ایکٹرس تو نکل ہی آئے گی۔'' ایک لڑکی کے بارے میں انہوں نے بتایا اس نے خاموشی میں ڈپلومہ کیا ہے اور یہ پہلی لڑکی ہے جس نے اس میں کوالیفائی کیا ہے۔ اس نے ملک صاحب کو بتایا کہ محبت اور پڑھائی میں کیا فرق ہے؟۔ پڑھائی صرف روشنی میں ہوسکتی ہے۔ جب آپ کتاب کھولتے ہیں تو آپ کے ذہن میں یہ نہیں آتا کہ آپ سے پہلے بھی کوئی اس کی ورق گردانی کرتا رہا ہے۔ پڑھنے میں مشکل ہو تو کسی کی مدد بھی لی جاسکتی ہے۔

چودھری صاحب نے بتایا والد صاحب جب پوچھتے تمہیں کیسی بیوی چاہیے؟ تو میں کہتا ''چاند جیسی بیوی چاہیے یعنی جو رات کو آئے اور صبح چلی جائے۔'' اب جا کے چاند جیسی بیوی ملی ہے۔ عربوں کی بیویاں اسی چاند جیسی روسی بیویوں سے بہت ڈرتی ہیں۔ ایک ایسا ہی عرب اپنے وکیل کے چیمبر میں بیٹھا تھا۔ وکیل نے کہا ''آپ کو پہلے بُری خبر سناؤں یا بہت بُری۔'' وہ شخص بولا ''پہلے بُری خبر سناؤ۔'' تو وہ بولا ''تمہاری بیوی کے ہاتھ ایک لاکھوں کی تصویر لگی ہے۔'' وہ شخص بولا ''یہ تو بہت بُری خبر ہے کہ اس نے وہ خرید لی۔ اس سے بُری خبر کیا ہوسکتی ہے؟'' وکیل بولا ''وہ یہ ہے کہ وہ تصویر تمہاری اور تمہاری روسی سیکرٹری کی ہے۔''

Scanned by iqbalmt

وائن آف عریبیہ

شراب کے معاملے میں عرب کسی زمانے میں ایسے تھے کہ صرف وہ شراب نہ پی رہا ہوتا جو پہلے پی چکا ہوتا۔ اسلام کے بعد شراب کو انہوں نے ایسا دیس نکالا دیا کہ اسے مغرب میں پناہ لینا پڑی۔ پھر مغرب نے اس میں پناہ لے لی۔ پندرہویں صدی میں کافی کو وائن آف عریبیہ کہا گیا۔ کافی کو ایک چرواہے نے ایتھوپیا میں ایک ہزار سال پہلے دریافت کیا۔ ایتھوپیا کی حالت تب بھی کھانے کے معاملے میں ایسی تھی کہ جو چیز نظر آتی اسے کھا کر چیک کرتے کہ کھائی جا سکتی ہے یا نہیں۔ ایک بار دوبئی میں ہم اداکار نبیل کے ساتھ شاپنگ سنٹر کے کاسمیٹک سیکشن میں پھر رہے تھے۔ انہوں نے ہمیں پینے کے لیے کافی دی جو اتنے چھوٹے کپوں میں تھی جب ہم نے وہ کافی پی تو ہمیں پتہ چلا کہ یہ کپ اتنے چھوٹے کیوں تھے۔ پھر بھی زاہد ملک صاحب کا فرمان تھا کہ ان کی کافی اچھی ہے کیونکہ میں نے ان کی چائے پی ہوئی ہے۔

☆☆☆☆

ون اردو ڈاٹ کام

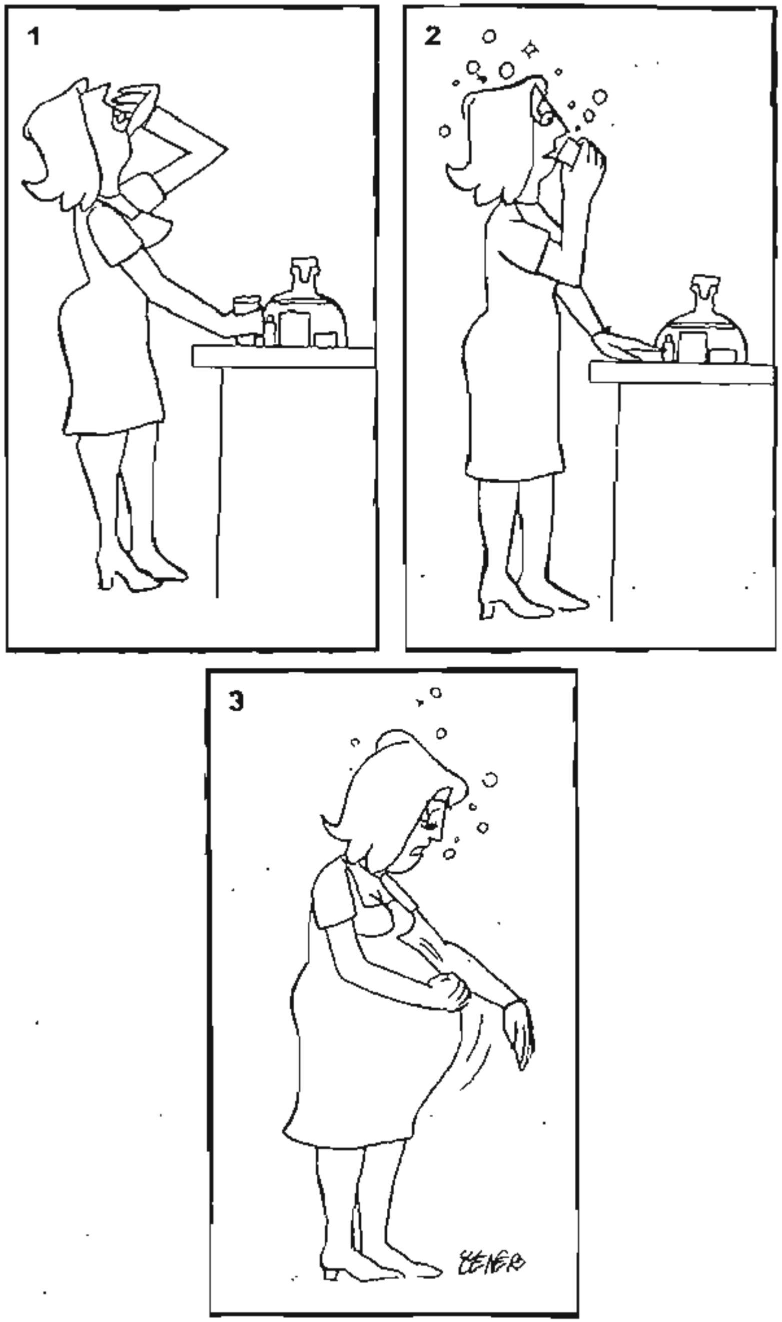

چودھری صاحب دن میں 20 گھنٹے سچ بولتے کیونکہ چار گھنٹے وہ نہیں پیتے تھے، تب سوئے ہوتے تھے۔ وہ اپنی دانش کے موتی پہلی بوتل کے ساتھ ہی بکھیرنے لگتے۔ ایک دن کہنے لگے "میں سائنس دان ہوں۔ میں نے ایک ایسی چیز دریافت کی

Scanned by iqbalmt

ہے جو پانچ مردوں کا کام کرسکتی ہے۔ کہتے ہو تو فون کر کے بلاؤں؟'' خواتین کے لیے انہوں نے کچھ مشورے دیئے ہیں۔

1- اگر آپ سمجھتی ہیں مرد کے دل کو راستہ معدے سے جاتا ہے تو آپ کی سوچ زیادہ ہی بلند ہے۔

2- اس مرد پر کبھی بھی بھروسہ نہ کریں جو کہتا ہے گھر میں وہ باس ہے۔ وہ اور معاملوں میں بھی جھوٹا ہوگا۔

3- جب آپ کسی ایسے شخص سے ملیں جسے مل کر لگے یہ اچھا خاوند ہوسکتا ہے تو آپ کو پتہ چلے گا واقعی وہ ہے۔

چودھری صاحب نے اپنی جرابوں اور جوتوں کے نام بھی رکھے ہوئے تھے جو ویسے ہی تھے جیسا نام سن کر ہمارے دوست اقبال زیدی کی حالت ہم جیسی ہی ہوئی تھی۔ وہ ایران گئے تو رات کو کھانے کے بعد میزبان نے کہا ''اب اقبال زیدی صاحب کے لیے نوشابہ لاؤ۔'' زیدی صاحب بال درست کر کے بیٹھ گئے۔ بعد میں پتہ چلا مراد بوتل تھا۔

☆☆☆☆

دوبئی میں روز بے شمار غیر ملکی آتے ہیں۔ امیگریشن کے لیے اتنی اتنی لمبی لائنیں لگی ہوتی ہیں کہ شیو کر کے لگو تو باری آنے تک آپ کی پھر شیو ہونے والی ہو چکی ہوتی ہے۔ اب تو ہر مسافر کی آنکھوں کی بھی تلاشی لی جاتی ہے۔ شکر ہے صرف دوبئی جاتے ہوئے وہ آنکھیں دیکھتے ہیں اگر واپسی پر پھر آنکھوں کی تلاشی لیتے تو انہیں کوئی نہ کوئی ضرور مل جاتا۔ دوبئی میں ٹورازم بہت ترقی کر چکا ہے لیکن وہاں ہم نے ایسا کوئی خوش آمدید کی بورڈ نہیں پڑھا جیسا ماسکو کے ایک ہوٹل کے باہر لگا تھا جو یوں تھا ''اگر

ون اردو ڈاٹ کام

آپ کا یہ روس کا پہلا وزٹ ہے تو ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔''

☆☆☆☆

ہمارے ہاں عربی کھانے تو نہیں ہوتے البتہ عربی مٹھائی بہت مشہور ہے جس کی سب سے اہم خوبی یہی ہے کہ وہ دیکھنے میں عربی لگتی ہے مگر کھانے میں نہیں۔ اس سے ہمیں فرنچ اونین سوپ (French Onion-Soup) یاد آ گیا۔ جرمنوں نے فرانسیسیوں کے کھانوں کا مذاق اُڑانے کے لیے اپنے ہر ہوٹل میں فرنچ اونین سوپ شروع کیا۔ جو غیر ملکی سیاح اُسے ایک بار پی لیتا وہ فرانسیسیوں کے کھانوں کی بدذوقی کا یقین کر لیتا۔ یہ سوپ جتنا بدذائقہ ہوتا' اُسے اتنا ہی بہتر سمجھا جاتا۔

ملک صاحب کا کھانوں کے معاملے میں ذوق بہت ہی اعلیٰ ہوتا ہے۔ خاص کر تب جب بل کسی اور نے دینا ہو۔ خود بل دینا ہوتا تو کھانا منگوانے سے پہلے ہم سے درہم کو ڈالر میں کنورٹ کرواتے۔ پھر اسے روپوں میں۔ یوں کھانے پر پیسوں سے زیادہ ہمارا دماغ خرچ ہوتا۔ ٹپ کا حساب ہمیں الگ سے کرنا پڑتا۔ امریکی مزاح نگار ڈیو بیری کہتا ہے فرانسیسیوں نے ٹپ سے بچنے کا یہ طریقہ رکھا ہے کہ ہم دو ہفتہ پیرس میں رہے۔ وہاں ہم نے کسی ایک فرانسیسی کو بھی کیفے سے اٹھتے نہیں دیکھا۔ ملک صاحب تو ٹپ کے معاملے میں بھی بھاؤ تاؤ کرتے ہیں۔ پاکستان میں اکثر شیزان ہوٹل سے کھانا کھاتے۔ ٹپ کے معاملے میں یہ حال تھا کہ ایک دن پلیٹ میں دس روپے چھوڑ آئے تو بیرہ باہر تک دینے آیا۔ کیونکہ اُسے یقین تھا کہ غلطی سے رہ گئے ہیں۔ دوبئی میں وہ ہمیں جہاں کھانا کھلانے لے جاتے ہمیں یقین ہوتا کہ دوبئی کا سب سے سستا ہوٹل یہی ہوگا۔ ایک ایسے ریستوران پر ہم نے شکایت کی ''میں گوشت کا یہ ٹکڑا چالیس منٹ سے کاٹنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن ناکام ہوں؟'' تو ملک صاحب بولے ''اطمینان سے کھاؤ یہ ریستوران ایک بجے تک کھلا رہے گا۔''

Scanned by iqbalmt

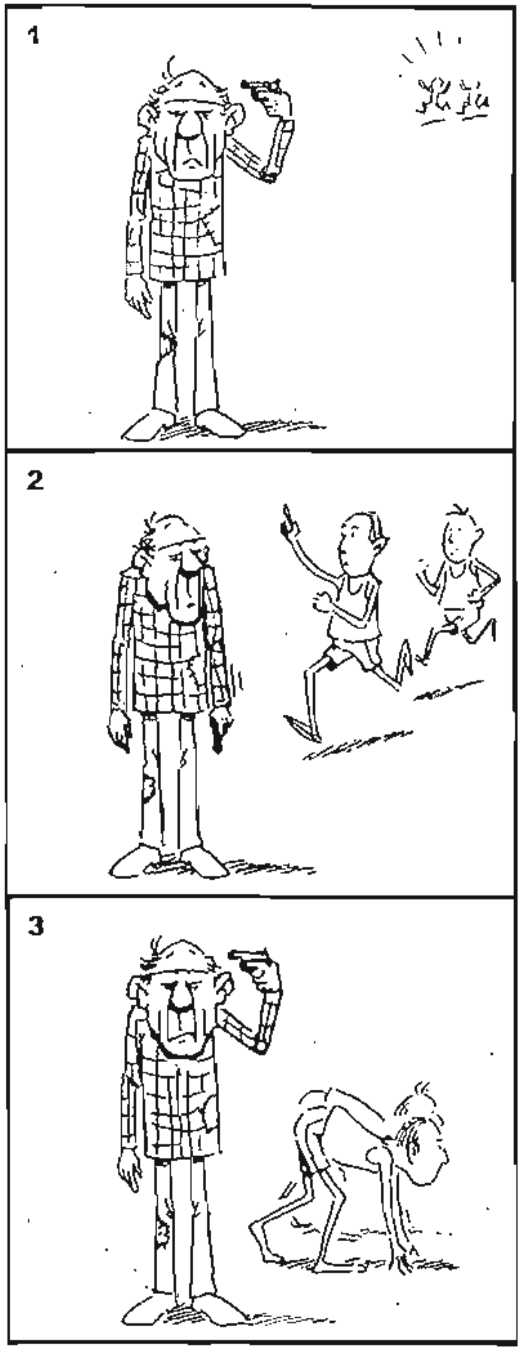

ٹیک آف

ون اردو ڈاٹ کام

کہتے ہیں نیرو بہت ظالم تھا۔ ہوسٹل میں ہمارے ساتھ والے کمرے کا لڑکا ساری ساری رات بانسری نہ بجاتا تو ہمیں اندازہ نہ ہوتا کہ نیرو اتنا ظالم تھا۔ ایسے ہی اگر ہم زاہد ملک صاحب کے ساتھ سفر نہ کرتے تو ہمیں پتہ نہ چلتا کہ وہ ہمارے ہم درد ہیں۔ یعنی انہیں بھی ہماری طرح گردے کا درد ہے اور اندر پتھریاں بھی ہیں۔ کہتے ہیں مولانا مودودی کے گردے میں پتھری تھی۔ جوش ملیح آبادی کو پتہ چلا تو انہوں نے کہا

''مولانا لوگ تو باہر سے سنگسار ہوتے ہیں خدا تمہیں اندر سے سنگسار کر رہا ہے۔''

بندہ جن حالات سے تنگ آ کر باہر جاتا ہے ہفتے دس دن بعد بندہ انہی کو مس کرنے لگتا ہے۔ سو میں نے وطن واپسی کا اعلان کر دیا۔ ملک صاحب نے پہلے تو دوبئی کی خوبصورت زندہ ''لوکیشنز'' کی اٹرکشن دی۔ ہم نہ مانے تو کہا ''اس ہفتے دوبئی سے پاکستان جانے والا طیارہ اغواء ہونے کا خدشہ ہے۔'' عرض کیا ''اگر اغواء کنندگان کسی اس ملک میں نہ لے جائیں جو ہم دیکھ چکے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں بلکہ ہم اپنی

Scanned by iqbalmt

طرف سے این اوسی دے سکتے ہیں۔'' ملک صاحب کو کوئی راستہ نظر نہ آیا تو انہوں نے دبئی کی کچھ لوکیشنز کو پاکستان آنے کی آفر کی جو اِن لوکیشنز نے مسترد کر دی۔ ہم نے کہیں کہہ دیا ملک صاحب کے چکروں میں ہمارا بہت سا وقت ضائع ہوا ہے جس پر وہ ناراض ہو گئے کہ ایک بار مجھے چکر کیا آ گئے اور تم نے اس کی دوائی کیا لکھ دی کہ کہنے لگے ہو میرے چکروں کی وجہ سے تمہارا بہت سا وقت ضائع ہوا ہے۔

اگلے دن ہماری ''ٹیم'' لوکیشنز دیکھ کر واپس پاکستان پہنچ چکی تھی۔ اس سفر میں ہم نے بہت کچھ سیکھا۔ جیسے روس کے سفر میں یہ سیکھا تھا کہ روس میں کسی کو خوش آمدید کیسے کہتے ہیں؟ اس سفر میں یہ سیکھا کہ جب آپ کو پتہ نہ ہو آپ کیا کر رہے ہیں تو اسے اچھے طریقے سے کریں۔ تجربہ کریں اسے کرنے سے تجربہ حاصل ہوگا۔ اگر سوال کا مناسب جواب نہ ملے تو پہلے جواب تلاش کر کے اس کے لیے کسی مناسب سوال کو ڈھونڈیں۔ ٹیم ورک ضروری ہے جس کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ آپ غلطی کسی اور کے سر ڈال سکتے ہیں اس لیے اکیلے کام نہ کریں۔ البتہ اگر سفرنامہ لکھنا ہے تو اکیلے سفر کریں تا کہ جو سفر میں نہیں کر سکے وہ آسانی سفرنامے میں کر سکیں۔

اردو فن کلب